ماہنامہ

اشراق

لاہور

اپریل ۲۰۱۷ء

زیر سرپرستی

جاوید احمد غامدی

”...کوئی شخص اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور اپنے مسلمان ہونے پر اصرار کرتا ہے تو کسی کو حق نہیں ہے کہ اُس کو کافر کہے یا قیامت میں خدا کی رحمت سے محروم قرار دے۔ دنیا میں ہر شخص اپنے اقرار ہی کی بنا پر مسلم، غیر مسلم یا کافر سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حق کسی دوسرے کو نہیں دیا ہے، نہ کسی فرد کو، نہ دین کے کسی عالم کو اور نہ کسی ریاست کو کہ وہ اُس کو کافر یا غیر مسلم قرار دے۔ اِس باب کے تمام معاملات میں آخری اور فیصلہ کن چیز اُس کا اپنا اقرار ہے، لہٰذا کسی کو بھی اُس پر کوئی حکم لگانے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے۔“

—— معارف نبوی

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

المورد

ادارۂ علم و تحقیق

المورد ملت اسلامیہ کی عظیم علمی روایات کا امین ایک منفرد ادارہ ہے۔ پندرھویں صدی ہجری کی ابتدا میں* یہ ادارہ اِس احساس کی بنا پر قائم کیا گیا ہے کہ تفقہ فی الدین کا عمل ملت میں صحیح نہج پر قائم نہیں رہا۔ فرقہ دارانہ تعصّبات اور سیاست کی حریفانہ کشمکش سے الگ رہ کر خالص قرآن و سنت کی بنیاد پر دین حق کی دعوت مسلمانوں کے لیے اجنبی ہو چکی ہے۔ قرآن مجید جو اِس دین کی بنیاد ہے، محض حفظ و تلاوت کی چیز بن کر رہ گیا ہے۔ دینی مدرسوں میں وہ علوم مقصود بالذات بن گئے ہیں جو زیادہ سے زیادہ قرآن مجید تک پہنچنے کا وسیلہ ہو سکتے تھے۔ حدیث، قرآن و سنت میں اپنی اساسات سے بے تعلق کر دی گئی ہے اور سارا زور کسی خاص مکتب فکر کے اصول و فروع اور دوسروں کے مقابلے میں اُن کی برتری ثابت کرنے پر ہے۔

المورد کے نام سے یہ ادارہ اِس صورت حال کی اصلاح کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ چنانچہ اِس ادارے کا بنیادی مقصد دین کے صحیح فکر کی تحقیق و تنقید، تمام ممکن ذرائع سے وسیع پیمانے پر اُس کی نشر و اشاعت اور اُس کے مطابق لوگوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام ہے۔

اِس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جو طریق کار اختیار کیا گیا ہے، اُس کے اہم نکات یہ ہیں:

۱۔ عالمی سطح پر تذکیر بالقرآن کا اہتمام کیا جائے۔

۲۔ قرآن و سنت کے مطابق خدا کی شریعت اور ایمان و اخلاق کی تعلیم دی جائے۔

۳۔ دین کے صحیح الفکر علما اور محققین کو فیلو کی حیثیت سے ادارے کے ساتھ متعلق کیا جائے اور اُن کے علمی، تحقیقی اور دعوتی کاموں کے لیے اُنھیں ضروری سہولتیں فراہم کی جائیں۔

۴۔ لوگوں کو آمادہ کیا جائے کہ جہاں جہاں ممکن ہے:

ا۔ اسلامی علوم کی ایسی درس گاہیں قائم کریں جن کا مقصد دین کے صحیح الفکر علما اور محققین تیار کرنا ہو۔

ب۔ ایف اے، ایف ایس سی اور اے لیول تک نہایت اعلیٰ معیار کے اسکول قائم کریں جن میں تعلیم و تعلم کے ساتھ طالب علموں کی تخلیقی صلاحیتوں کی نشو و نما اور اُن کی دینی اور تہذیبی تربیت بھی پیش نظر ہو۔

ج۔ عام اسکولوں کے طلبہ کی دینی تعلیم کے لیے ایسے ہفتہ وار مدارس قائم کریں جن میں قرآن کی دعوت خود قرآن ہی کے ذریعے سے طالب علموں کے ذہن میں اِس طرح راسخ کر دی جائے کہ بعد کے زمانوں میں وہ پورے شرح صدر کے ساتھ اپنے دین پر قائم رہ سکیں۔

د۔ ایسی خانقاہیں قائم کریں جہاں لوگ وقتاً فوقتاً اپنے دنیوی معمولات کو چھوڑ کر آئیں، علما و صالحین کی صحبت سے مستفید ہوں، اُن سے دین سیکھیں اور چند روز کے لیے یک سوئی کے ساتھ ذکر و عبادت میں مشغول رہ کر اپنے لیے پاکیزگی قلب و نظر کا اہتمام کریں۔

---

* شعبان ۱۴۰۳ھ بمطابق جون ۱۹۸۳ء۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ماہنامہ

اشراق

لاہور

جلد۲۹ شمارہ۴ اپریل ۲۰۱۷ء رجب المرجب/شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

زیر سرپرستی
جاوید احمد غامدی

مدیر
سید منظور الحسن

فی شمارہ 30روپے
سالانہ 300روپے
رجسٹرڈ 700روپے
(زرتعاون بذریعہ منی آرڈر)

بیرون ملک
سالانہ 30ڈالر

فہرست

شذرات		
قومی تعمیر میں مذہبی قیادت کا کردار	سید منظور الحسن	۴
قرآنیات		
البیان: بنی اسرائیل ۱۷: ۸۵-۱۱۱ (۷)	جاوید احمد غامدی	۹
معارف نبوی		
دین میں آسانی	جاوید احمد غامدی/ محمد عامر گزدر	۱۸
مسلمان کی تکفیر	〃	۳۵
سیر و سوانح		
حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ	محمد وسیم اختر مفتی	۴۳
حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ	〃	۴۶
نقطۂ نظر		
متن حدیث میں ہمارے تصرفات (۳)	ساجد حمید	۴۹
ادبیات		
غزل	جاوید احمد غامدی	۶۵

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

Post Box 5185, Lahore, Pakistan.
www.ghamidi.net, www.javedahmadghamidi.com
https://www.facebook.com/javedahmadghamidi
http://www.javedahmadghamidi.com/index.php/ishraq

شذرات

سید منظور الحسن

قومی تعمیر میں مذہبی قیادت کا کردار

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

عرفان الٰہی کی وہ میراث جو انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے چھوڑی ہے، وہ علما کا سرمایۂ حیات ہے۔ چنانچہ انبیا کی نیابت میں اب یہ انھی کا منصب ہے کہ اپنے ہم قوموں کو جہنم کے عذاب سے خبردار کریں اور جنت کے انعام کی خوش خبری سنائیں؛ یہ انھی کا کام ہے کہ علوم دینیہ پر غور کریں اور ان کی روشنی میں زمانے کے لیے لائحۂ عمل تشکیل دیں؛ یہ انھی کا فریضہ ہے کہ دینی تعلیم کو ہر آمیزش سے پاک کریں اور اسے دنیا کے قریے قریے تک پہنچائیں؛ اور یہ انھی کی ذمہ داری ہے کہ عامۂ امت کو انداز زندگی سکھائیں اور ان کی تعمیر و ترقی کے لیے صحیح راستوں کا تعین کریں۔ تاریخ گواہ ہے کہ علماے امت نے ان فرائض منصبی کو نہایت خوبی سے نبھایا ہے۔ یہ ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے انھوں نے جنگلوں اور صحراؤں کی خاک چھانی ہے، گھربار چھوڑے ہیں، نعمتوں سے صرف نظر کیا ہے، تازیانے کھائے ہیں، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی ہیں اور بسا اوقات اپنی جانیں بھی راہ حق میں پیش کر دی ہیں۔ بخاری و مسلم، مالک و احمد، بوحنیفہ و شافعی، غزالی و ابن تیمیہ نے دین و ملت کی جو خدمت کی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ اس طائفۂ علما کے سرخیل تھے۔ ان کے پیرووں نے عزم و استقامت اور حکمت و دانش کے ساتھ اقوام امت کی رہنمائی کی اور انھیں مدت تک جسد واحد میں پروئے رکھا۔ انھوں نے ارباب اقتدار کو ان کے فرائض سے منحرف نہیں ہونے دیا۔ عامۃ الناس کے اخلاق و کردار کو مجروح ہونے سے بچایا اور انھیں خوابوں میں جینے کے بجاے حقیقت پسندی کا درس دیا۔ اس رہنمائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان اخلاق و کردار، عدل و انصاف، علم و ہنر اور نظم و ترتیب میں اوج کمال پر فائز ہوئے اور اسی بنا پر صدیوں تک عالم کی مسند اقتدار پر فائز رہے۔

امت جب زوال پذیر ہوئی تو جہاں وہ حکمران رخصت ہوئے جن کے عدل اجتماعی کو امتیں تسلیم کرتی تھیں، وہ سالار رخصت ہوئے جن کی ہیبت سے ظالم قومیں کانپ جاتی تھیں، وہ صناع رخصت ہوئے جنھوں نے اشہب تمدن کو مہمیز کر دیا تھا، وہ مدبر رخصت ہوئے جن کی دانش نے عمرانی علوم کے نئے دریچے کھول دیے تھے، وہ حکما رخصت ہوئے جن کے افکار نے اسرار حیات کو آشکارا کر دیا تھا، وہاں وہ داعیان دین حق، وہ معلمین کتاب وسنت اور وہ قائدین ملت اسلامیہ بھی رخصت ہو گئے جو ان سب کے لیے قوت محرکہ کا کردار ادا کر رہے تھے اور جن کے وجود سے ان سب کا وجود قائم تھا۔ یہ علما دنیا سے اٹھے اور اس طرح اٹھے کہ امت کا وجود روح اسلام سے خالی ہو گیا اور طاغوت کے تن مردہ میں پھر سے جان پڑ گئی:

جہاں سے اس طرح اٹھے یہ اہل مے خانہ
کہ بحر و بر میں عزازیل نے جلائے چراغ
فلک کا نوحہ زمیں کے حدود میں پہنچا
کہ کھو دیا ہے ستاروں نے منزلوں کا سراغ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جو لوگ ان کے جانشین ہوئے، انھوں نے علم وتحقیق اور اخلاق وتقویٰ کا بہرہ تو وافر جمع کر لیا، مگر قومی واجتماعی امور میں امت کی صحیح رہنمائی کا فریضہ ادا کرنے سے قاصر رہے۔ اس ضمن میں انھوں نے امت کو جو درس دیا، واقعہ یہ ہے کہ وہ امت کی تعمیر وترقی کے بجائے شکست وریخت ہی کا باعث ہوا۔ اس موقع پر زمانہ ان سے یہ توقع کر رہا تھا کہ وہ وقت کی نبض پر ہاتھ رکھیں گے، حکمت ودانش کو بروے کار لائیں گے، اسباب زوال کو متعین کر کے ان کے تدارک کی حکمت عملی ترتیب دیں گے اور پھر امت کو پوری ثابت قدمی کے ساتھ صحیح خطوط پر آگے بڑھائیں گے، مگر نہ زمانے کی نبض کو ٹٹولا گیا، نہ حکمت ودانش کو آزمایا گیا، نہ اسباب زوال کی تحقیق کی گئی اور نہ قومی ترقی کے لیے لائحۂ عمل مرتب کیا گیا۔ اس کے برعکس اس جماعت علما کی کارگزاری کی تفصیل یہ ہے کہ ان میں سے کچھ زوال کی نوحہ خوانی سے قوم پر مایوسی طاری کر کے خاموش ہو گئے، کچھ کنارہ کش ہو کر خانقاہوں میں کھو گئے، مگر بیش تر نے امت میں آتش جذبات کو انگیخت کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ یہی جذبات پرور علما اس دور زوال میں امت کی قیادت کے منصب پر فائز ہوئے اور آج تک یہ منصب انھی کے پاس ہے۔

گذشتہ دو تین صدیوں میں انھوں نے مسلمانوں کو جو رہنمائی فراہم کی ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ قرآن وسنت کی تعلیمات سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

انھوں نے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ انھیں معاملات دنیا کو چشم خرد سے نہیں، بلکہ نگاہ جذبات سے دیکھنا چاہیے۔ ان پر اگر زوال آیا ہے تو اس کے اسباب ان کے اپنے ہاں جو ہیں سو ہیں، مگر اس کا بڑا سبب ان کے دشمنوں کی ریشہ دوانیاں ہیں۔ انھیں چاہیے کہ وہ دشمن اقوام کا قلع قمع کرنے کے لیے سر پر کفن باندھ کر اٹھ کھڑے ہوں اور اس وقت تک برسر پیکار رہیں، جب تک وہ ان کی سیادت تسلیم نہیں کر لیتیں یا صفحۂ ہستی سے محو نہیں ہو جاتیں۔ اس جدوجہد میں اگر وہ خود دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو انھیں جان رکھنا چاہیے کہ محکومی کی زندگی سے شہادت کی موت بدرجہا بہتر ہے۔

یہ طرز عمل سکھایا ہے کہ کمزور کو طاقت ور کے جواب میں حکمت سے نہیں، بلکہ شدید ردعمل سے کام لینا چاہیے۔ حکمت سراسر بزدلی کی علامت ہے۔ اگر وہ ظلم سہتے جائیں گے تو اس کا سلسلہ دراز ہوتا جائے گا۔

یہ تعلیم دی ہے کہ انھیں اسباب و وسائل کی فکر نہیں کرنی چاہیے، بلکہ اللہ کی نصرت پر بھروسا کر کے اپنے حقوق کے لیے برسر جنگ ہو جانا چاہیے۔ اگر ان کا ایمان سلامت ہے تو پروردگار عالم لازماً اپنے فرشتوں سے ان کی مدد فرمائیں گے۔ یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ پہلے بھی مختلف میدان ہاے کارزار میں ہزاروں اور لاکھوں کے مقابلے میں سیکڑوں مسلمانوں کو فتح عظیم سے ہم کنار کیا ہے۔

یہ سمجھایا ہے کہ ان کی بقا کا یہ ناگزیر تقاضا ہے کہ جہاں وہ مقیم ہوں، وہاں ان کے پاس لازماً سیاسی اقتدار ہونا چاہیے۔ وہ اقلیت میں ہوں تب بھی انھیں اس کے حصول کی جدوجہد کرنی چاہیے۔ اگر پرامن طریقے سے یہ جدوجہد بارآور نہ ہو سکے تو پرتشدد ہو کر اسے جاری رکھنا چاہیے۔

یہ باور کرایا ہے کہ دنیا پر حکمرانی نہ صرف ان کا استحقاق ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فریضہ ہے۔ ہر مسلمان کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنی استعداد کے لحاظ سے اس فرض کو بجا لائے۔ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر ایک مسلمان کا مقصد حیات ہی دنیا پر اسلام کی حکومت کا قیام ہونا چاہیے۔

یہ بتایا ہے کہ وہ خدا کے نزدیک دنیا کی سب سے مکرم قوم ہیں، اس لیے کہ وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں اور ان کی زبان پر کلمۂ طیبہ جاری ہے۔ اس بنا پر آخرت میں تو انھیں سرخ رو ہونا ہی ہے، لیکن دنیا میں بھی وہ لائق فضیلت ہیں۔ چنانچہ اگر کسی وقت وہ اخلاقی اعتبار سے نہایت پست بھی ہو جائیں، تب بھی تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں۔

یہ واضح کیا ہے کہ ان کی سیادت کی کلید جہاد و قتال ہے۔ جب تک وہ اس میدان میں سرگرم تھے تو دنیا پر غالب تھے اور جب سے انھوں نے اس میدان کو چھوڑا ہے، محکومی ان کا مقدر بن گئی ہے۔ چنانچہ اگر وہ اپنی عظمت رفتہ کو

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

واپس لانا چاہتے ہیں تو انھیں جہاد و قتال کے لیے مستعد ہونا ہوگا۔

اس تعلیم و تربیت کا خلاصہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک ہی درس ہے جو مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک کے علما کی زبانوں پر جاری ہے کہ مسلمانو، تلوار اٹھاؤ اور دنیا سے برسرپیکار ہو جاؤ، یہاں تک کہ دنیا کی مسند اقتدار پر قابض ہو جاؤ یا آخرت کے مرتبۂ شہادت پر فائز ہو جاؤ۔

علما کی اس رہنمائی کو اگر تاریخ کے اوراق میں دیکھا جائے تو چند مثالیں بہت نمایاں ہیں:

سید احمد شہید (۱۷۸۶ء-۱۸۳۱ء) ہیں جنھوں نے ہند میں سکھوں کی حکومت کے خاتمے اور اسلامی حکومت کے قیام کے لیے تحریک شروع کی۔ جہاد کے نام پر چند سو سرفروشوں کو جمع کر کے سکھوں کی طاقت ور حکومت کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ ابتدا میں کچھ علاقے پر قبضہ بھی کر لیا، مگر بالآخر بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں کی بیس ہزار فوج سے مقابلے میں اپنے تمام سرفروش ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔

امام شامل (۱۷۹۷ء-۱۸۷۱ء) ہیں جن کی قیادت میں داغستان کے مسلمانوں نے روسی استعمار کے خلاف آزادی کی جنگ لڑی۔ یہ جنگ کم و بیش پچیس سال تک جاری رہی۔ جہاد اور آزادی کے نام پر ہزاروں مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کیں، مگر آخر کار ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

مہدی سوڈانی (۱۸۴۴ء- ۱۸۸۵ء) ہیں جو سوڈان کو مصر سے آزاد کرا کے انگریزوں کے خلاف برسرپیکار ہو گئے۔ اسی دوران میں ۱۸۸۵ء میں ان کی وفات ہو گئی۔ ان کے جانشین زیادہ عرصہ انگریزوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ ۱۸۹۹ء میں انگریز سوڈان پر قابض ہو گئے۔ انگریز سالار نے جذبۂ انتقام کے تحت سفاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مہدی سوڈانی کی قبر اکھاڑ دی اور ان کی ہڈیاں تک جلا ڈالیں۔

مفتی اعظم امین الحسینی (۱۸۹۳ء-۱۹۷۴ء) ہیں جنھوں نے فلسطین کی آزادی کے لیے انگریزوں اور یہودیوں کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ انگریزوں نے انھیں فلسطین سے جلاوطن کر دیا۔ انھوں نے آخری دم تک فلسطین کی آزادی کے لیے جدوجہد جاری رکھی جو بار آور نہ ہو سکی۔

حسن البنا (۱۹۰۶ء- ۱۹۴۹ء) ہیں جنھوں نے مصر میں اسلامی حکومت کے قیام کی جدوجہد کے لیے ''الاخوان المسلمون'' کے نام سے تنظیم قائم کی اور رضا کار بھرتی کیے۔ اخوان کے رضا کاروں نے فلسطین کی جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ برطانیہ کے دباؤ پر مصری حکومت نے ''الاخوان المسلمون'' پر پابندی عائد کر دی، ہزاروں کارکنوں کو قید کر لیا۔ اسی ہنگامے میں حسن البنا کو شہید کر دیا گیا۔

سید قطب شہید (۱۹۰۶ء-۱۹۶۶ء) ہیں جو مصر میں ''الاخوان المسلمون'' ہی کے بڑے رہنماؤں میں سے تھے۔ حکومت مخالف سرگرمیوں کی وجہ سے ۱۵ سال قید با مشقت کی سزا ہوئی۔ اس دوران میں صدر جمال عبدالناصر نے انھیں وزارت تعلیم کی پیش کش کی، مگر سید قطب نے انکار کر دیا۔ ۱۹۶۶ء میں انھیں حکومت کے خلاف بغاوت کے جرم میں پھانسی دے دی گئی۔

محمد بن عبدالکریم ریفی (۱۸۸۲ء-۱۹۶۳ء) ہیں جنھوں نے شمالی مراکش پر مسلط اسپین کی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اسپین کی حکومت نے بغاوت فرو کرنے کے لیے انیس ہزار فوج بھیجی۔ محمد بن عبدالکریم نے اسے زبردست شکست دے کر شمالی مراکش کو آزاد کرا لیا اور وہاں جمہوریہ ریف کے نام سے نئی حکومت قائم کی۔ اس سے فرانس کو خطرہ ہوا جو مراکش کے باقی حصے پر قابض تھا۔ اس نے اسپین سے مل کر تقریباً تین لاکھ افواج پر مشتمل لشکر تیار کیا اور بہت مختصر مدت میں ریاست ریف پر قبضہ کر کے محمد بن عبدالکریم کو ۲۱ سال کے لیے قید کر دیا۔

یہ سب لوگ دین کے علم بردار تھے، اسلام سے بے پناہ محبت رکھتے تھے، نیک نیت اور پاکیزہ صفت تھے اور دین و ملت کے بعض دوسرے پہلوؤں میں لافانی خدمات کے کارگزار تھے، مگر اس سب کچھ کے باوجود قومی معاملات میں حقیقت پسندانہ لائحۂ عمل اختیار نہ کرنے کی وجہ سے مطلوبہ نتائج نہ حاصل کر سکے۔ کاش! وہ مسلمانوں کو قوموں کے عروج و زوال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس غیر متبدل قانون سے روشناس کراتے کہ:

> ''اللہ اس انعام کو جو کسی قوم پر کرتا ہے، اس وقت تک نہیں بدلتا، جب تک وہ اس چیز کو نہ بدل ڈالے جس کا تعلق خود اس سے ہے۔ بے شک اللہ، سننے والا اور جاننے والا ہے۔'' (الانفال ۸: ۵۳)

> ''اللہ کسی قوم کے ساتھ اپنا معاملہ اس وقت تک نہیں بدلتا، جب تک وہ خود اپنی روش میں تبدیلی نہ کر لے۔ اور جب اللہ کسی قوم پر آفت لانے کا ارادہ کر لے تو وہ کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتی اور ان کا اس کے مقابلے میں کوئی بھی مددگار نہیں بن سکتا۔'' (الرعد ۱۳: ۱۱)

گویا قوموں کے عروج و زوال اور انعام و عقوبت کا فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس کا انعام قوم کے کردار اور صفات پر مبنی ہوتا ہے، جب تک کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے مقررہ کردار کی حامل اور مطلوبہ صفات سے متصف رہتی ہے تو وہ انعامات کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں، بصورت دیگر وہ اس کے لیے محرومی مقدر کر دیتے ہیں۔

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ بنی اسرائیل

(۷)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا
قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِىْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا

وہ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں (جو تم پر وحی کی جاتی ہے)[۲۱۵]۔ اِن سے کہو، یہ روح میرے پروردگار کا ایک حکم ہے اور (اِس طرح کے حقائق کا) تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔ (اِس میں، اے پیغمبر، تمھارے کسی ارادہ و اختیار کو کوئی دخل نہیں ہے)۔ اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تمھاری طرف وحی کیا ہے، وہ (چھین کر) لے جائیں، پھر اِس کے لیے تم ہمارے مقابلے میں اپنا کوئی

۲۱۵؎ آیت کے سیاق و سباق سے واضح ہے کہ 'رُوْح' کا لفظ یہاں وحی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیزیں صادر ہوتی ہیں، اُن کی حقیقت قرآن میں اِسی لفظ سے بیان کی گئی ہے۔ یہ گویا امر الٰہی ہے جو کبھی لفظ اور کبھی نفس کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جبریل امین بھی اِسی کا ظہور ہیں۔ چنانچہ اُن کو بھی اِسی اعتبار سے 'رُوْحُ الْقُدُس' یا 'الرُّوْح' کہا جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جب قرآن نے یہ کہا کہ آپ پر ہم نے ایک روح وحی کی ہے، جس طرح کہ سورۂ شوریٰ (۴۲) کی آیت ۵۲ اور بعض دوسرے مقامات میں فرمایا ہے تو منکرین نے اِسے استہزا کا موضوع بنا لیا اور پوچھا کہ یہ روح کیا چیز ہے جو تم پر نازل کی جاتی ہے؟ قرآن نے یہ

وَّ كِيۡلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ اِنَّ فَضۡلَهٗ كَانَ عَلَيۡكَ كَبِيۡرًا ﴿۸۷﴾ قُلۡ لَّئِنِ
اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰۤى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ
كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا ﴿۸۸﴾
وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا لِلنَّاسِ فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكۡثَرُ النَّاسِ

مددگار نہ پاؤ، مگر یہ صرف تمھارے پروردگار کی رحمت ہے (کہ تم اِس سے سرفراز ہوئے ہو)۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس کا فضل تمھارے اوپر بہت بڑا ہے[۲۱۶]۔ کہہ دو کہ اگر سارے انسان اور سارے جن اکٹھے ہو جائیں کہ ایسا قرآن بنا لائیں تو اِس جیسا قرآن نہ لا سکیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں[۲۱۷]۔ ۸۵-۸۸

ہم نے اِس قرآن میں لوگوں کے لیے طرح طرح سے ہر قسم کی حکمت کی باتیں[۲۱۸] بیان کی ہیں، پھر بھی

اِسی سوال کا حوالہ دیا ہے۔

۲۱۶ اِن آیتوں میں خطاب بظاہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، لیکن جو بات فرمائی ہے، وہ اُنھی لوگوں کو سنانا مقصود ہے جن کا سوال اوپر نقل ہوا ہے۔ اُن سے کہا گیا ہے کہ یہ کلام نہ پیغمبر نے گھڑا ہے، نہ اِس کے نزول میں اُس کی کسی کوشش کو کوئی دخل ہے۔ یہ سراسر ہمارا تصرف اور ہماری عنایت ہے اور اگر ہم اِس کو چھین لیں تو پیغمبر کی طاقت نہیں ہے کہ وہ اِس طرح کا کلام تصنیف کر کے پیش کر سکے۔

۲۱۷ یہ چیلنج اِس لحاظ سے ہے کہ اپنی ہدایت، مضامین و مباحث اور اپنے اسلوب بیان اور طرز استدلال کے لحاظ سے قرآن جس شان کا کلام ہے، اُس شان کی کوئی چیز تمام جن و انس مل کر بھی زور لگائیں تو کبھی پیش نہیں کر سکتے۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ پچھلے چودہ سو سال میں کوئی شخص کبھی اِس کی جسارت نہیں کر سکا۔ اِس طرح کی جتنی کوششیں کی گئی ہیں، وہ سب قرآن کو سامنے رکھ کر اُس کے اسلوب کی نقالی کی کوششیں ہیں جو بجاے خود اعتراف عجز ہے۔ تاہم یہ کوششیں بھی سراسر ناکام ہوئیں اور اُن کے کرنے والے مضحکہ بن کر رہ گئے۔

۲۱۸ لفظ 'مثل' اور 'أمثال' عربی محاورے میں علم و حکمت کی باتوں کے لیے بھی آتا ہے۔ قرینہ دلیل ہے کہ یہاں یہ اِسی مفہوم میں ہے۔

اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْبُوْعًا ﴿۹۰﴾
اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ
تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾
اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى
تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾
وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ

اکثر لوگ انکار ہی پر جمے ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے کہہ دیا ہے کہ ہم تمھاری بات نہ مانیں گے، جب تک تم ہمارے لیے زمین سے کوئی چشمہ نہ جاری کر دو یا تمھارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ پیدا نہ ہو جائے، پھر اُس کے بیچ میں تم بہت سی نہریں نہ دوڑا دو۔ یا جیسا کہ تم کہتے ہو، ہمارے اوپر ٹکڑے ٹکڑے آسمان نہ گرا دو یا اللہ اور اُس کے فرشتوں کو لا کر ہمارے سامنے کھڑا نہ کر دو۔ یا تمھارے پاس سونے کا کوئی گھر نہ ہو جائے یا (ہماری آنکھوں کے سامنے) تم آسمان پر نہ چڑھ جاؤ۔ اور ہم تمھارے چڑھنے کو بھی ماننے کے نہیں ہیں، جب تک تم (وہاں سے) ہم پر کوئی کتاب نہ اتارو جسے ہم پڑھیں —— اِن سے کہو، پاک ہے میرا پروردگار[219]، کیا میں ایک انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں جسے خدا نے رسول بنا کر بھیجا[220] ہے؟ ۸۹-۹۳

جب اِن کے پاس ہدایت[221] آ گئی تو اِن لوگوں کے ایمان لانے میں یہی چیز رکاوٹ بن گئی ہے کہ اُنھوں

۲۱۹؎ یعنی اس سے پاک ہے کہ کسی انسان کو اِس طرح کے اختیارات دے کر اپنی خدائی میں شریک کر لے۔

۲۲۰؎ یہ ایک مختصر سا جملہ ہے، مگر اِس قدر بلیغ ہے کہ اِس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ میں نے خدا ہونے کا دعویٰ کب کیا ہے؟ میں نے کب تم سے کہا ہے کہ میں ہر چیز پر قدرت رکھتا ہوں؟ میں نے کب کہا ہے کہ زمین و آسمان میری مٹھی میں ہیں اور میں اُن میں جو تصرف چاہوں، کر سکتا ہوں؟ میں نے پہلے دن سے صرف اتنی بات کہی ہے کہ میں ایک انسان ہوں اور خدا نے مجھے اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ میری اِس بات کا تمھارے اِن مطالبات سے کیا تعلق ہے؟ یہ سب تو خدا کے کام ہیں اور میں نے ایسا کوئی دعویٰ کبھی نہیں کیا ہے۔

www.javedahmadghamidi.org

بَشَرًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۴﴾ قُلۡ لَّوۡ كَانَ فِی الۡاَرۡضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمۡشُوۡنَ مُطۡمَئِنِّيۡنَ لَنَزَّلۡنَا
عَلَيۡهِمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوۡلًا ﴿۹۵﴾ قُلۡ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِيۡدًۢا بَيۡنِیۡ وَبَيۡنَكُمۡ
اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرًۢا بَصِيۡرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَهُوَ الۡمُهۡتَدِ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ
فَلَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِهٖ وَنَحۡشُرُهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰی وُجُوۡهِهِمۡ عُمۡيًا

نے کہہ دیا کہ کیا اللہ نے ایک انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟ اِن سے کہو کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے کہ اطمینان کے ساتھ چل پھر رہے ہوتے[۲۲۲] تو ہم آسمان سے اُن پر کسی فرشتے ہی کو رسول بنا کر نازل کرتے[۲۲۳]۔ کہہ دو کہ اللہ میرے اور تمھارے درمیان گواہی کے لیے کافی ہے[۲۲۴]۔ اِس میں شبہ نہیں کہ وہ اپنے بندوں کو جاننے والا ہے، وہ اُن کو دیکھ رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کو اللہ (اپنے قانون کے مطابق) ہدایت سے بہرہ یاب کرے گا، وہی ہدایت پانے والا ہوگا اور جس کو وہ گمراہی میں ڈال دے گا تو ایسے گمراہوں کے لیے تم اُس کے سوا کوئی مددگار نہ پاؤ گے[۲۲۵]۔ قیامت کے دن ہم اُن کو اُن کے منہ کے بل

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۲۲۱؎ یعنی اللہ کی ہدایت اپنے تمام دلائل و براہین کے ساتھ۔

۲۲۲؎ یعنی اُسی طرح اطمینان کے ساتھ چل پھر رہے ہوتے، جس طرح انسان چل پھر رہے ہیں۔ یہ اِس لیے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تنفیذ کے لیے تو اُن کا زمین پر آنا جانا رہتا ہی ہے، لیکن وہ اُس کے مستقل باشندے نہیں ہیں۔

۲۲۳؎ تاکہ وہ حجاب باقی رہے جو امتحان کے لیے ضروری ہے، ورنہ اگر فرشتوں کے لیے انسان اور انسانوں کے لیے فرشتے آسمان سے اترتے اور اُنھیں خدا کا پیغام پہنچاتے تو امتحان کے لیے کیا باقی رہ جاتا؟ پھر مزید یہ کہ اپنے ابنائے نوع کے لیے اسوہ اور نمونہ بھی وہی بن سکتے تھے۔

۲۲۴؎ یعنی اِس بات کی گواہی کے لیے کہ جانتے بوجھتے محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکار کر رہے ہو یا تم پر فی الواقع بات ہی واضح نہیں ہوئی ہے۔

۲۲۵؎ یہ ہدایت و ضلالت کے باب میں سنت الٰہی کا بیان ہے۔ آیت میں آگے ’عُمۡيًا وَّبُكۡمًا وَّصُمًّا‘ کے الفاظ اشارہ کر رہے ہیں کہ وہ اِسی لیے گمراہی میں پڑیں گے اور بالآخر جہنم کا ایندھن بن جائیں گے کہ دنیا میں

وَّ بُکۡمًا وَّ صُمًّا مَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتۡ زِدۡنٰهُمۡ سَعِيۡرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمۡ
بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوۡٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِيۡدًا ﴿۹۸﴾
اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنۡ يَّخۡلُقَ مِثۡلَهُمۡ
وَجَعَلَ لَهُمۡ اَجَلًا لَّا رَيۡبَ فِيۡهِ فَاَبَى الظّٰلِمُوۡنَ اِلَّا كُفُوۡرًا ﴿۹۹﴾
قُلۡ لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِكُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ رَبِّىۡۤ اِذًا لَّاَمۡسَكۡتُمۡ خَشۡيَةَ الۡاِنۡفَاقِ
وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ﴿۱۰۰﴾

گھسیٹتے ہوئے اکٹھا کریں گے۔[۲۲۶] اندھے، گونگے اور بہرے، اُن کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اُس کی آگ جب کبھی دھیمی ہونے لگے گی، ہم اُس کو اُن پر مزید بھڑکا دیں گے۔ یہ اُن کا بدلہ ہے، اِس لیے کہ اُنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہا کہ جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو کر رہ جائیں گے تو کیا نئے سرے سے بنا کر اٹھائے جائیں گے؟ کیا اُنھوں نے سوچا نہیں کہ جس خدا نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے، وہ اِس پر قدرت رکھتا ہے کہ اُن جیسے پھر پیدا کر دے، لیکن اُس نے اُن کے لیے ایک مدت مقرر کر رکھی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ اِس پر بھی ظالم انکار پر ہی اڑے رہے۔[۲۲۷] ۹۷-۹۹

(اِنھیں تعجب ہے کہ خدا نے یہ عنایت تم پر کیوں فرمائی ہے)۔ اِن سے کہو، اگر میرے پروردگار کی رحمت کے خزانے تمھارے ہاتھ میں ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم ضرور اُن کو روک رکھتے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان بڑا ہی تنگ دل واقع ہوا ہے۔[۲۲۸] ۱۰۰

اندھے، گونگے اور بہرے بنے رہے۔

۲۲۶؎ اصل میں 'نَحۡشُرُهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ' کے الفاظ آئے ہیں۔ اِن میں 'عَلٰى' جس مفہوم پر دلالت کر رہا ہے، ہم نے ترجمے میں اُسے کھول دیا ہے۔

۲۲۷؎ یعنی اُس کے لیے تیاری کرنے کے بجائے وہ اِس طرح کی باتیں کرتے رہے کہ اُس کا وقت بتاؤ کہ کب آئے گی اور آنی ہے تو آ کیوں نہیں جاتی؟ آخر کہاں رہ گئی ہے؟

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿١٠١﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿١٠٢﴾ فَاَرَادَ

(تم نشانیاں مانگتے ہو)۔ ہم نے موسیٰ کو نو کھلی ہوئی نشانیاں دی تھیں۔[229] پھر بنی اسرائیل سے پوچھ لو[230] کہ جب موسیٰ اُن کے پاس آیا تو فرعون نے اُس سے یہی کہا تھا کہ اے موسیٰ، میں تو سمجھتا ہوں کہ تم پر جادو کیا گیا ہے۔[231] موسیٰ نے جواب دیا: تم خوب جانتے ہو کہ (تمھاری) آنکھیں کھول دینے کے لیے یہ نشانیاں زمین اور آسمانوں کے پروردگار ہی نے اتاری ہیں۔ (سوجحت پوری ہوگئی، اِس لیے) میں سمجھتا ہوں کہ اے فرعون، تم (اب) ایک ہلاکت زدہ آدمی ہو۔ اِس پر فرعون نے ارادہ

۲۲۸؎ مطلب یہ ہے کہ اگر تم تنگ دل ہو تو تم نے خدا کو اپنے جیسا کیوں گمان کر رکھا ہے؟ استاذ امام کے الفاظ میں، اُس نے جن خزف ریزوں کا اہل تم کو پایا، وہ تمھارے حوالے کیے اور جس فضل عظیم کے لیے میرا انتخاب فرمایا، تمھارے اور بنی اسرائیل کے علی الرغم، اُس سے مجھ کو نواز دیا ہے۔ یہ اُس کی عنایت ہے اور وہ اپنی عنایتوں کے لیے تمھارے تعصّبات کی پابندی کیوں کرے گا؟ ہاں، اگر یہ سب تمھارے ہاتھ میں ہوتا تو تم یقیناً یہی کرتے کہ اِسے اپنے ہی گروہوں کے لیے جمع کر لیتے اور اِس میں سے کچھ بھی دوسروں کے پاس جانے نہ دیتے۔

۲۲۹؎ اِس سے پہلے سورۂ اعراف (۷) میں اِن نشانیوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ یعنی عصا جو اژدہا بن جاتا تھا، ید بیضا جو بغل سے نکلتے ہی سورج کی طرح چمکنے لگتا تھا، جادوگروں کی برسرعام شکست، پورے ملک میں قحط، پھر طوفان، ٹڈی دل، سرسریوں، مینڈکوں اور خون کی آفات جو یکے بعد دیگرے نازل ہوئیں۔

۲۳۰؎ اِس میں یہ لطیف تلمیح ہے کہ قرآن نے اُنھی لوگوں کو گواہی کے لیے پیش کر دیا ہے جن کی شہ پر قریش یہ معجزات کے مطالبے کر رہے تھے۔

۲۳۱؎ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی قریش یہی کہتے تھے۔ چنانچہ مدعا یہ ہے کہ اگر تمھاری طلب کے مطابق معجزے دکھا بھی دیے گئے تو کیا مان لوگے؟ نہیں، اُس کے بعد بھی انکار ہی کروگے، جس طرح کہ تم سے پہلی قوموں کے لوگ اِس طرح کی باتیں بنا کر کرتے رہے ہیں۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ
لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾
وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا
فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا

کرلیا کہ بنی اسرائیل کو زمین ہی سے اکھاڑ پھینکے۔ سو ہم نے اُس کو اور جو اُس کے ساتھ تھے، سب کو غرق کر دیا اور اُس کے بعد بنی اسرائیل سے کہا کہ اب تم زمین پر (اطمینان کے ساتھ) رہو، پھر جب آخرت کا وعدہ آ جائے گا تو ہم تم سب کو اکٹھا کر کے لا حاضر کریں گے۔[232] ۱۰۱-۱۰۴

ہم نے اِس قرآن کو حق کے ساتھ اتارا ہے اور یہ حق ہی کے ساتھ اترا ہے[233] اور ہم نے، (اے پیغمبر)، تم کو صرف اِس لیے بھیجا ہے کہ (ماننے والوں کو) خوش خبری دو اور (نہ ماننے والوں کو) متنبہ کر دو۔ اور اِس قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اِس لیے نازل کیا ہے کہ تم ٹھیر ٹھیر کر اِسے لوگوں کو سناؤ اور (اِسی مقصد سے) ہم نے اِس کو نہایت اہتمام کے ساتھ اتارا ہے۔[234] اِن سے کہہ دو کہ تم اِس پر

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۲۳۲؎ یہ قرآن نے اپنے اسلوب کے مطابق ساتھ ہی آخرت کی یاددہانی کر دی ہے کہ اِس وقت جو کامیابی تمھیں حاصل ہوئی ہے، اُس کی خوشی میں اُسے بھول نہ جانا، اِس لیے کہ اصلی کامیابی تو آخرت ہی کی کامیابی ہے۔

۲۳۳؎ یعنی اِس طرح اترا ہے کہ اِس میں کسی باطل کی آمیزش نہ آگے سے ہوئی ہے، نہ پیچھے سے۔ اِس کی ہر بات قطعی ہے اور یہ علم حقیقی لے کر آیا ہے۔

۲۳۴؎ یہ منکرین کے اِس اعتراض کا جواب دیا ہے کہ خدا کو تو کسی تیاری کی ضرورت نہیں تھی، پھر یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے کیوں نازل کیا جاتا ہے؟ کیا اِس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہ حالات کے مطابق سوچتے ہیں اور جتنا تیار کر پاتے ہیں، اتنا سنا دیتے ہیں؟ فرمایا کہ یہ تمھارے حالات اور تمھاری قوت فہم کی رعایت سے ہے اور اِس لیے ہے کہ ہم اِسے بتدریج تمھارے فکر و عمل کا جزو بنانا چاہتے ہیں۔ پھر یہ بھی ملحوظ ہے کہ یہ تنبیہ و انذار اور تزکیہ و تطہیر کے جس مقصد کو سامنے رکھ کر نازل کیا گیا ہے، وہ اِسی طرح ٹھیر ٹھیر کر اور تدریج و اہتمام کے ساتھ لوگوں کو سنانے ہی سے حاصل ہو سکتا تھا، اُسے بہ یک وقت پورا قرآن تمھارے ہاتھوں میں پکڑا دینے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا۔

تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾
وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ
يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وَلَا

ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، جن لوگوں کو اِس سے پہلے (اُن کے پروردگار کی طرف سے) یہی علم دیا گیا تھا، اُنھیں جب یہ سنایا جاتا ہے تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں اور پکار اٹھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے، (یہ اُس کا وعدہ تھا اور) ہمارے پروردگار کا وعدہ تو ہر حال میں پورا ہونا ہی تھا۔ (اِس کو سن کر) وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور یہ اُن کے خشوع میں اضافہ کر دیتا ہے[۲۳۵]۔ ۱۰۵-۱۰۹

(اِنھیں اِس پر اعتراض ہے کہ تم اللہ کو رحمٰن کیوں کہتے ہو)[۲۳۶]۔ اِن سے کہہ دو کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، جس نام سے بھی پکارو، سب اچھے نام اُسی کے ہیں[۲۳۷]۔ اور (اوپر جو نماز خاص تم کو پڑھنے کی

۲۳۵؎ یہ صالحین اہل کتاب کا ذکر ہے جو اپنے نبیوں اور صحیفوں کی پیشین گوئیوں سے واقف تھے اور اُن کی روشنی میں ایک رسول اور ایک کتاب موعود کا انتظار کر رہے تھے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”... یہ اِسی مبارک گروہ کی طرف اشارہ ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہدایت ہوئی کہ تم قریش اور بنی اسرائیل کے مکذبین کو سنا دو کہ تم ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، میرے اطمینان کے لیے یہ کافی ہے کہ اہل علم کا ایک ایسا گروہ بھی موجود ہے جو اِس قرآن کو سن کر بے تحاشا سجدے میں گر پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اِس ایفاے وعدہ کو دیکھ کر اُس پر گریۂ مسرت و شکر اور گریۂ خشوع کی دوگونہ کیفیت و حالت طاری ہو جاتی ہے۔ گریۂ شکر و مسرت کا پہلو تو اِس میں ظاہر ہی ہے، زیادت خشوع کا اِس میں یہ پہلو ہے کہ اِس سے آخرت کے وعدے کی ازسرنو یاد دہانی ہوئی ہے کہ جس رب نے اپنا یہ وعدہ پورا کیا، لازماً وہ اپنا آخرت کا وعدہ بھی پورا کر کے رہے گا۔“ (تدبر قرآن ۴/ ۵۴۶)

۲۳۶؎ یہ اعتراض کیوں پیدا ہوا؟ اِس کی وجہ یہ تھی کہ اہل عرب بھی اگرچہ اللہ تعالیٰ کے لیے اللہ اور رحمٰن، دونوں نام استعمال کرتے تھے، لیکن اسم رحمٰن اہل کتاب کے ہاں زیادہ معروف تھا۔ اِس سے یہ نکتہ پیدا کر لیا گیا کہ یہ ہمارے مذہب اور ہماری روایات پر اہل کتاب کے مذہب اور روایات کو مسلط کرنے کی سازش ہے جس میں کچھ اہل کتاب درپردہ اِن کی مدد کر رہے ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا وَابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ﴿١١٠﴾ وَقُلِ الۡحَمۡدُ
لِلّٰهِ الَّذِىۡ لَمۡ يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلِىٌّ
مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرۡهُ تَكۡبِيۡرًا ﴿١١١﴾

ہدایت کی گئی ہے)، تم اپنی اُس نماز کو نہ بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھو، نہ بہت پست آواز سے، بلکہ اِن دونوں کے درمیان کا طریقہ اختیار کرو۔[۲۳۸] (یہ جس وادی میں چاہیں، ٹھوکریں کھاتے پھریں، تم اِسی خوب صورت طریقے سے اِس نماز کا اہتمام رکھو) اور اعلان کر دو کہ شکر اللہ ہی کے لیے ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے، نہ اُس کی بادشاہی میں اُس کا کوئی شریک ہے، نہ اُس کو ذلت کے وقت کسی مددگار کی ضرورت ہے[۲۳۹] اور تم اُس کی بڑائی بیان کرو، جس طرح کہ اُس کی بڑائی بیان کرنے کا حق ہے۔۱۱۰-۱۱۱

۲۳۷؎ یعنی ایک رحمٰن ہی نہیں، اُس کے نام اور بھی ہیں۔ یہ محض حماقت ہے کہ کسی نام کو قبول حق کے راستے کی رکاوٹ بنا لیا جائے۔ اہل حق مجرد کسی نام کے لیے متعصب نہیں ہو سکتے، اِس لیے اللہ کہو یا رحمٰن، تم خدا کو اُس کے شایان شان ہر نام سے پکار سکتے ہو۔

۲۳۸؎ یعنی نماز تہجد میں، جس کا حکم خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اوپر بیان ہو چکا ہے۔ آیت میں 'صَلَاتِكَ' کا لفظ اِسی لحاظ سے آیا ہے۔ عام نمازوں سے اِس حکم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اُن کے لیے سر و جہر کا طریقہ معلوم و معروف ہے۔ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے جو لوگ اِس نماز کا اہتمام کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کے بعد اُن کو بھی اِسی طریقے کا پابند کیا۔* تہجد کی نماز کے لیے، اگر غور کیجیے تو یہی طریقہ ہر لحاظ سے موزوں بھی ہے۔

۲۳۹؎ یہ وہی اسلوب ہے جو امرؤ القیس نے 'لا یھتدی بمنارہ' میں اختیار کیا ہے۔ یعنی اُس کو کوئی ذلت یا مقہوریت کبھی لاحق ہی نہیں ہوتی کہ اُس سے بچانے کے لیے اُس کو کسی حمایتی کی ضرورت پیش آئے۔

کوالالمپور

۲۰ نومبر ۲۰۱۲ء

---

* ابوداؤد، رقم ۱۳۲۹۔ ترمذی، رقم ۴۴۷۔

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

معارف نبوی

جاوید احمد غامدی

تحقیق و تخریج: محمد عامر گزدر

دین میں آسانی

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

—— ۱ ——

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الْأَدْيَانِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: "الْحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ".[۲]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ دین کون سا ہے؟[۱] آپ نے فرمایا: جو سب سے یک سو ہو کر صرف اللہ کے لیے ہو اور جس میں وسعت ہو۔[۲]

۱۔ اللہ کا دین تو ایک ہی ہے، لہٰذا دین سے مراد یہاں اُس کی وہ صورتیں ہیں جو لوگوں نے اپنی تعبیرات کے لحاظ سے پیدا کر لی ہیں، جیسے یہودیت اور نصرانیت وغیرہ۔

۲۔ یہ اسلام کی تعریف ہے، جس طرح کہ خدا کے پیغمبروں نے اُسے پیش کیا ہے۔ چنانچہ قرآن سے اُس کی جو صورت سامنے آتی ہے، اُس میں زمین و آسمان کے پروردگار کے لیے وہی یک سوئی اور علم و عمل کے لحاظ سے وہی وسعت ہے جس کا ذکر روایت میں ہوا ہے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۲۱۰۷ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ یہی مضمون ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی نقل ہوا ہے۔ مسند احمد کے علاوہ اِس کے مراجع یہ ہیں: مسند عبد بن حمید، رقم ۵۶۹۔ الادب المفرد، بخاری، رقم ۲۸۷۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۱۵۷۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی اِس مضمون کی روایتیں المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۷۹۴ اور مسند شہاب، رقم ۹۷۷ میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

۲۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ایک دوسرے موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا: 'إِنَّ دِیْنَ اللّٰہِ الْحَنِیْفِیَّۃُ السَّمْحَۃُ ''، ''اللہ کا دین وہ ہے جس میں صرف اللہ کے لیے یک سوئی ہوتی ہے اور جس میں وسعت ہے''۔ دیکھیے: المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۷۹۴۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

—— ۲ ——

عَنْ أَبِيْ هُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ''إِنَّ ھٰذَا الدِّیْنَ یُسْرٌ، وَلَنْ یُشَادَّ الدِّیْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَہُ، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَأَبْشِرُوْا، وَیَسِّرُوْا، وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَۃِ وَالرَّوْحَۃِ،[2] وَشَيْءٍ مِنَ الدَّلْجَۃِ''.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِس میں شبہ نہیں کہ دین آسان ہے، اِس میں شدت اختیار کر کے جو شخص بھی اِسے پچھاڑنے کی کوشش کرے گا،[1] یہ اُس کو عاجز کر دے گا۔ سو راہ راست کی رہنمائی کرو اور میانہ روی اختیار کرو اور لوگوں کو بشارت دو اور اُن کے لیے آسانی پیدا کرو اور صبح و شام اور رات کے کچھ حصے میں اللہ سے مدد مانگتے رہو۔[2]

۱۔ یعنی عبادات میں غلو اختیار کرے گا اور اِس باب میں دین کے تقاضے خود دین کے مقرر کردہ حدود سے بڑھ کر پورے کرنے کی کوشش کرے گا، جیسے رات بھر نفل پڑھنا یا ہمیشہ روزہ رکھنا یا دنیا کے سب کام چھوڑ کر رہبانیت اختیار

کر لینا وغیرہ۔

۲۔ اِس لیے مدد مانگتے رہو کہ وہ تمھیں راہ راست پر رکھے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۵۰۳۴ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی تنہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ سنن نسائی کے علاوہ اِس کے مصادر یہ ہیں: صحیح بخاری، رقم ۳۹۔ صحیح ابن حبان، رقم ۳۵۱۔ مسند شہاب، رقم ۹۷۶۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۴۷۴۱۔

۲۔ صحیح ابن حبان، رقم ۳۵۱ میں یہاں 'وَالرَّوْحَةِ' کے بجاے 'وَالرَّوَاحِ' کا لفظ روایت ہوا ہے۔ معنی کے لحاظ سے دونوں مترادف ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ــــ ۳ ــــ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:[۱] "يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَسَكِّنُوْا[۲] وَلَا تُنَفِّرُوْا".

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو، اُنھیں مشکل میں نہ ڈالو اور اُنھیں اطمینان دلاؤ، اُن کو بھگاؤ نہیں۔[۱]

۱۔ مطلب یہ ہے کہ اُن کے سامنے دین کو اِس طرح مشکل بنا کر پیش نہ کرو کہ وہ اُس سے گریز و فرار کے راستے تلاش کرنے لگیں۔ یہ اِس لیے فرمایا کہ ایک ہی چیز بعض اعتبار سے سہل اور بعض اعتبار سے مشکل ہوتی ہے۔ چنانچہ دعوت کی ابتدا میں اگر اُس کے وہی پہلو نمایاں کیے جائیں جو بے گانہ سے بے گانہ لوگوں کے لیے بھی اپنے اندر دل آویزی کا بہت کچھ سامان رکھتے ہیں تو بعد میں توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے طبائع سے بظاہر ناموافق چیزوں کو بھی بتدریج قبول کر لیں گے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن مسند طیالسی، رقم ۲۱۹۹ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی تنہا انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ مسند طیالسی کے علاوہ اِس کے مراجع یہ ہیں: مسند ابن جعد، رقم ۱۴۰۴۔ مسند احمد، رقم ۱۲۳۳۳، ۱۳۱۷۵۔ صحیح بخاری، رقم ۶۹، ۶۱۲۵۔ الادب المفرد، بخاری، رقم ۴۷۳۔ صحیح مسلم، رقم ۱۷۳۴۔ مسند بزار، رقم ۶۳۷۶۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۵۸۵۹۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۴۱۷۲۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۶۵۵۴، ۶۵۵۵، ۶۵۵۶، ۶۵۵۷۔ مسند شہاب، رقم ۶۲۴، ۶۲۵۔

۲۔ بعض طرق، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۶۹ میں یہاں 'وَسَکِّنُوا' ''اور تم لوگوں کو اطمینان دلاؤ'' کے بجائے 'وَبَشِّرُوا' ''اور تم لوگوں کو خوش خبری دو'' کا لفظ نقل ہوا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

—— ۴ ——

عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِيْ بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ: "بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا، وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا".

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے حوالے سے کہیں بھیجتے تو فرماتے تھے: تم لوگوں کو خوش خبری دو، اُنھیں بھگاؤ نہیں اور اُن کے لیے آسانی پیدا کرو، اُنھیں مشکل میں نہ ڈالو۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح مسلم، رقم ۱۷۳۲ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی تنہا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں۔ صحیح مسلم کے علاوہ یہ اِن مراجع میں دیکھ لی جا سکتی ہے: مسند احمد، رقم ۱۹۵۷۲۔ سنن ابی داؤد، رقم ۴۸۳۵۔

مسند ابی یعلیٰ، رقم ۷۳۱۹۔

— ۵ —

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ،[1] أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ [لَهُمَا]:[2] "[انْطَلِقَا فَادْعُوَا النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ،][3] يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا".[4]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو دونوں سے کہا: تم لوگ جاؤ اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دو اور (یاد رکھو، اپنی اِس دعوت میں) اُن کے لیے آسانی پیدا کرنا، اُنھیں مشکل میں نہ ڈالنا اور اُنھیں بشارت دینا، اُن کو بھگانا نہیں اور ایک دوسرے کی بات ماننا، آپس میں اختلاف نہ کرنا۔[1]

ا۔ اِس سے مراد وہ اختلاف ہے جو ضدم ضدا کی صورت اختیار کر لے اور جس کے نتیجے میں لوگ اجتماعی معاملات کو بھی حق و باطل کا مسئلہ بنا کر کسی نظم کے تحت کام کرنے سے انکار کر دیں۔ اِس طرح کی صورت حال پیدا ہو جائے تو تجربہ یہی ہے کہ تمام کوششیں پھر ایک دوسرے کی نفی ہی میں صرف ہونے لگتی ہیں اور لوگ جس مقصد کے لیے اکٹھے ہوئے تھے، وہ بالکل پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔

متن کے حواشی

ا۔ اِس روایت کا متن صحیح مسلم، رقم ۱۷۳۳ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی تنہا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں۔ الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ یہ جن مراجع میں نقل ہوئی ہے، وہ یہ ہیں: مسند طیالسی، رقم ۴۹۸۔ مصنف عبد الرزاق، رقم ۵۹۵۹۔ مسند ابن جعد، رقم ۵۳۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۶۴۸۱۔ مسند احمد، رقم ۱۹۶۹۹، ۱۹۷۴۲۔ صحیح بخاری، رقم ۳۰۳۸، ۴۳۴۴، ۶۱۲۴۔ صحیح مسلم، رقم ۱۷۳۳، ۲۰۰۱۔ مسند بزار، رقم ۳۱۱۹، ۳۱۵۱، ۳۱۵۳، ۳۱۸۶۔

مسند رویانی، رقم ۴۹۹۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۶۵۵۹، ۶۵۶۰، ۶۵۶۱، ۷۹۵۱۔ صحیح ابن حبان، رقم ۵۳۷۳، ۵۳۷۶۔ المعجم الاوسط، رقم ۴۳۲۱۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۶۵۹۹، ۱۷۳۶۳، ۱۷۳۷۷، ۲۰۱۵۰۔

۲۔ مسند احمد، رقم ۱۹۷۴۲۔

۳۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۶۵۶۱۔

۴۔ مصنف عبدالرزاق، رقم ۵۹۵۹ میں اِس جگہ 'وَلَا تَخْتَلِفَا' کے بجائے 'وَلَا تَفْتَرِقَا' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ یہ دونوں ایک ہی مفہوم کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ مسند بزار، رقم ۳۱۵۱ میں، البتہ یہاں 'وَلَا تَعَاصَيَا' ''اور تم دونوں آپس میں مخالفت پر نہ اُتر آنا'' کے الفاظ منقول ہیں۔

مسند رویانی، رقم ۴۹۹ میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ اِن الفاظ میں روایت ہوا ہے: 'أَوْصَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَعَثَنَا إِلَى الْيَمَنِ أَنَا وَمُعَاذًا نُعَلِّمُهُمُ السُّنَّةَ، قَالَ: وَأَوْصَانَا حِينَ أَرَدْنَا نَتَوَجَّهُ قَالَ: ''يَسِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا أَوْ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا''۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور معاذ کو یمن بھیجتے ہوئے یہ وصیت فرمائی تھی کہ ہم لوگوں کو سنت کی تعلیم دیں اور روانگی کے موقع پر ہم دونوں کو ہدایات دیتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا: لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا، اُن کو بھگانا نہیں یا آپ نے فرمایا تھا: لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا، اُنھیں مشکل میں نہ ڈالنا''۔ بعض طرق، مثلاً صحیح ابن حبان، رقم ۵۳۷۳ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد اِس اسلوب میں روایت ہوا ہے: 'بَشِّرَا وَيَسِّرَا، وَعَلِّمَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا' ''تم دونوں، لوگوں کو خوش خبری دینا اور اُن کے لیے آسانی پیدا کرنا، اُن کو بھگانا نہیں اور آپس میں موافقت سے رہنا''۔

۶

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:[۱] دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ[۲] الْمَسْجِدَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، قَالَ: فَقَامَ فَصَلَّى [رَكْعَتَيْنِ]،[۳] فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، قَالَ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا، وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا،[۴] فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، [فَضَحِكَ،][۵] فَقَالَ: ''لَقَدْ تَحَجَّرْتَ[۶] وَاسِعًا''، فَمَا

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

لَبِثَ أَنْ بَالَ فِي [نَاحِيَةِ][٧] الْمَسْجِدِ،[٨] فَأَسْرَعَ النَّاسُ إِلَيْهِ،[٩] فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ["دَعُوْهُ"،][١٠] أَهْرِيْقُوْا عَلَيْهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ، أَوْ دَلْوًا مِنْ مَاءٍ"[١١] [فَأُهْرِيْقَ عَلَيْهِ][١٢]، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ، وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ"، [وَعَنْهُ فِي رِوَايَةٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلِّمُوْا، وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا"][١٣]. [فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ بَعْدَ أَنْ فَقِهَ فِي الْإِسْلَامِ: فَقَامَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، [بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي،]][١٤] فَلَمْ يُؤَنِّبْنِي، وَلَمْ يَسُبَّنِي، وَقَالَ: "إِنَّمَا بُنِيَ هٰذَا الْمَسْجِدُ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ، وَإِنَّهُ لَا يُبَالُ فِيْهِ"][١٥].

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ابوہریرہ کہتے ہیں کہ وہ کھڑا ہوااوراُس نے دو رکعت نماز پڑھی۔پھر جب نماز سے فارغ ہوا تو دعا کرنے لگا کہ پروردگار، مجھ پر رحم کر اور محمد پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہنس پڑے، پھر فرمایا: تم نے وسعتوں کو تنگ نا ے بنا دیا۔ پھر زیادہ دیر نہیں گزری کہ اُس نے مسجد ہی میں ایک طرف جا کر پیشاب کر دیا۔لوگ یہ دیکھ کر اُس کی طرف لپکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِس کو چھوڑ دو اور اُس جگہ پانی کا ایک ڈول بہا دو۔ چنانچہ پانی بہا دیا گیا۔ اِس کے بعد آپ نے فرمایا: تم آسانی پیدا کرنے کے لیے اُٹھائے گئے ہو، لوگوں کو مشکل میں ڈالنے کے لیے نہیں اُٹھائے گئے۔ ابوہریرہ ہی سے ایک روایت میں بیان ہوا ہے کہ اِس موقع پر آپ نے فرمایا: لوگوں کو سکھاؤ اور اُن کے لیے آسانی پیدا کرو، اُنھیں مشکل میں نہ ڈالو۔ یہی دیہاتی جب اسلام لانے کے بعد سمجھ بوجھ والا ہو گیا تو اِس نے خود بیان کیا کہ مجھ سے یہ حرکت سرزد ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ——— میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ——— میرے پاس آ کر کھڑے ہوئے، لیکن نہ مجھ کو جھڑکا، نہ برا بھلا کہا۔ بلکہ فرمایا: یہ مسجد خدا کی یاد اور اُس

کی نماز کے لیے بنائی گئی ہے، اِس میں پیشاب نہیں کیا کرتے۔[1]

ا۔ سبحان اللہ، کیا حلم، بردباری، محبت، شفقت اور عفو و درگذر ہے جس کی تعلیم خدا کے پیغمبر نے اپنے اِس رویے سے اپنے ماننے والوں کو دی ہے۔

متن کے حواشی

ا۔ اِس روایت کا متن مسند حمیدی، رقم ۹۶۷ سے لیا گیا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ واقعہ الفاظ و اسلوب اور اجمال و تفصیل کے فرق کے ساتھ انس بن مالک، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہوا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسند حمیدی کے علاوہ یہ جن مراجع میں نقل ہوا ہے، وہ یہ ہیں: مسند شافعی، رقم ۲۲۔ مسند احمد، رقم ۷۲۵۵، ۷۷۹۹، ۷۸۰۰، ۱۰۵۳۳۔ صحیح بخاری، رقم ۲۲۰، ۶۱۲۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۵۲۹۔ سنن ابی داؤد، رقم ۳۸۰۔ سنن ترمذی، رقم ۱۴۷۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۵۴۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۵۶، ۳۳۰۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۵۸۷۶۔ منتقی ابن جارود، رقم ۱۴۱۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۹۷، ۲۹۸۔ صحیح ابن حبان، رقم ۹۸۵، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۴۲۴۰۔ معرفۃ السنن والآثار، بیہقی، رقم ۵۰۵۵۔ مسند شامیین، رقم ۱۷۵۵، ۳۱۱۹۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے طریق سے اِس واقعے کے مصادر یہ ہیں: مسند شافعی، رقم ۲۱۔ مسند حمیدی، رقم ۱۲۳۰۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۰۳۰۔ مسند احمد، رقم ۱۲۰۸۲، ۱۲۱۳۲، ۱۲۷۰۹، ۱۲۹۸۴، ۱۳۳۶۸۔ مسند عبد بن حمید، رقم ۱۳۸۱۔ سنن دارمی، رقم ۷۶۷۔ صحیح بخاری، رقم ۲۱۹، ۲۲۱، ۶۰۲۵۔ صحیح مسلم، رقم ۲۸۴، ۲۸۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۵۲۸۔ مسند بزار، رقم ۶۲۰۱، ۶۴۲۶۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۳۲۹۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۵۱، ۵۲، ۵۳۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۳۴۶۷، ۳۶۵۲، ۳۶۵۴۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۹۳، ۲۹۶۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۴۰۱۔ المعجم الاوسط، رقم ۴۹۴۷، ۵۸۰۹۔ مستخرج ابی نعیم، رقم ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴۔ السنن الصغریٰ، بیہقی، رقم ۱۷۶۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۴۱۴۲، ۴۲۳۴، ۴۲۳۵، ۴۲۳۷، ۴۲۳۸، ۲۰۲۶۴۔ معرفۃ السنن والآثار، رقم ۵۰۵۹۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قصہ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۲۵۵۷ اور المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۱۵۵۲ میں دیکھ لیا جا

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

سکتا ہے۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اِس واقعے سے متعلق جو کچھ منقول ہے، اُس کے مراجع یہ ہیں: مسند احمد، رقم ۶۵۹۰، ۶۸۴۹، ۷۰۵۹۔ الادب المفرد، رقم ۶۲۶۔ صحیح ابن حبان، رقم ۹۸۶۔

۲۔ یہ دیہاتی شخص کون تھا؟ اِس کی تعیین میں اہل علم کے مابین اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ ذوالخُویصرہ یمانی رضی اللہ عنہ تھے۔ دوسری رائے کے مطابق یہ اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ تھے، جب کہ تیسرے موقف کے مطابق یہ عُیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ تھے۔ دیکھیے :الشوكاني، محمد بن علي، اليمني. نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار. تحقيق: عصام الدين الصبابطي. (دار الحديث: مصر، ط۱، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳م)، ج۱،ص۶۰۔

۳۔ مسند احمد، رقم ۷۲۵۵۔

۴۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند احمد، رقم ۱۰۵۳۳ میں اِس بدو کی دعا کے یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: 'اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِمُحَمَّدٍ وَلَا تَغْفِرْ لِأَحَدٍ مَعَنَا'' اے اللہ، میری اور محمد کی مغفرت فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور کی مغفرت نہ کرنا''۔

۵۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۵۲۹۔

۶۔ بعض روایتوں، مثلاً صحیح ابن حبان، رقم ۹۸۵ میں یہاں 'تَحَجَّرْتَ' کے بجاے 'احْتَظَرْتَ' کا لفظ روایت ہوا ہے۔ معنی کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۷۔ مسند شافعی، رقم ۲۲۔

۸۔ بعض روایتوں مثلاً مسند احمد، رقم ۱۰۵۳۳ میں یہاں یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: 'ثُمَّ وَلّٰى حَتّٰى إِذَا كَانَ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَشَجَ يَبُوْلُ'' پھر وہ پلٹا، یہاں تک کہ مسجد کے ایک کونے میں جا کر اُس نے پیشاب کے لیے اپنی ٹانگیں کھول دیں''۔ صحیح ابن حبان، رقم ۹۸۵ میں ہے: 'فَحَّجَ لِيَبُوْلَ'' پیشاب کرنے کے لیے اُس نے اپنی ٹانگیں پھیلا لیں''۔

۹۔ بعض روایتوں، مثلاً مسند احمد، رقم ۷۷۹۹ میں یہاں 'فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ'' تو لوگوں نے اُس کو پکڑ لیا'' کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔ بعض طرق، مثلاً صحیح بخاری، رقم ۶۱۲۸ میں یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: 'فَثَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوْا بِهِ'' تو لوگ اُس کی طرف دوڑے کہ اُس کو جھپٹ لیں''۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۹۷ میں یہ الفاظ ہیں: 'فَثَارَ النَّاسُ إِلَيْهِ لِيَمْنَعُوْهُ'' چنانچہ لوگ اُس کی طرف دوڑ پڑے کہ اُس کو روک دیں''۔ جب کہ بعض روایات، مثلاً السنن الکبریٰ،

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بیہقی، رقم ۴۲۴۰ میں اِس جگہ یہ الفاظ منقول ہیں: 'فَعَجِلَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَنَهَاهُمْ عَنْهُ' ''لوگ فوراً اُس کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں روکا کہ وہ اُس کے ساتھ کوئی معاملہ کریں''۔

۱۰۔ صحیح بخاری، رقم ۶۱۲۸۔

۱۱۔ مسند احمد، رقم ۷۷۹۹ میں یہاں یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں: 'دَعُوهُ، فَأَهْرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلَ مَاءٍ، أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ' ''اِس کو چھوڑ دو، بس اِس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو''۔ سنن ابی داؤد، رقم ۳۸۰ میں یہ الفاظ ہیں: 'صُبُّوا عَلَيْهِ سَجْلاً مِنْ مَاءٍ أَوْ قَالَ: ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ'۔ الفاظ میں معمولی فرق کے باوجود معنی کے لحاظ سے ایک ہی مفہوم ہے جو اِن متون میں بیان ہوا ہے۔

۱۲۔ مسند شافعی، رقم ۲۲۔

۱۳۔ مسند شافعی، رقم ۲۲۔ صحیح ابن خزیمہ، رقم ۲۹۸ کے ایک طریق کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس موقع پر یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے: 'إِنَّ فِي دِينِكُمْ يُسْرًا' ''بلاشبہ، تمھارے دین میں آسانی ہے''۔

۱۴۔ مسند احمد، رقم ۱۰۵۳۳۔

۱۵۔ صحیح ابن حبان، رقم ۹۸۵۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ پورا واقعہ صحیح مسلم، رقم ۲۸۵ میں بایں الفاظ بیان ہوا ہے: 'بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَهْ مَهْ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُزْرِمُوهُ دَعُوهُ" فَتَرَكُوهُ حَتّٰى بَالَ"، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: "إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ، وَلَا الْقَذَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ" أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَأَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ'۔

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ اِس اثنا میں ایک دیہاتی آیا اور مسجد میں پیشاب کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ کے ساتھیوں نے یہ دیکھا تو اُس کو آواز دی: رک جاؤ، رک جاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِس کو چھوڑ دو، درمیان میں مت روکو۔ چنانچہ لوگوں نے اُسے چھوڑ دیا، یہاں تک کہ وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بلایا اور فرمایا: یہ مسجدیں اِس طرح پیشاب کرنے اور گندگی پھیلانے کے لیے ہرگز موزوں نہیں ہیں۔ یہ خدا کی یاد، اُس کی نماز اور قرآن پڑھنے

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کے لیے خاص ہیں یا پھر اِسی طرح کی کوئی بات آپ نے اُس موقع پر فرمائی۔ کہتے ہیں کہ اِس کے بعد آپ نے لوگوں میں سے ایک شخص کو حکم دیا تو وہ پانی کا ایک ڈول لے کر آیا اور اُسے اُس جگہ پر بہا دیا''۔

— ۷ —

عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْأَدْرَعِ، قَالَ:[۱] أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلٰى سُدَّةِ الْمَسْجِدِ[۲] فَإِذَا رَجُلٌ [يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ،][۳] يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ، وَيَرْكَعُ وَيَسْجُدُ، فَقَالَ لِيْ: ''مَنْ هٰذَا؟''[۴] فَقُلْتُ: هٰذَا فُلَانٌ فَجَعَلْتُ أُطْرِيْهِ، وَأَقُوْلُ: هٰذَا هٰذَا،[۵] [وَهٰذَا مِنْ أَحْسَنِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ، أَوْ قَالَ: أَكْثَرِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ صَلٰوةً،][۶] فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''[أَمْسِكْ][۷] لَا تُسْمِعْهُ فَتُهْلِكَهُ''، ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةٍ،[۸] ثُمَّ أَرْسَلَ يَدَهُ مِنْ يَدِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''[إِنَّ][۹] خَيْرَ دِيْنِكُمْ أَيْسَرُهُ''[۱۰] قَالَهَا ثَلَاثًا. وَعَنْهُ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: [''إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى رَضِيَ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ الْيُسْرَ، وَكَرِهَ لَهَا الْعُسْرَ''، قَالَهَا ثَلَاثًا].[۱۱]

مِحجن بن اَدرَع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا، یہاں تک کہ ہم مسجد کے دروازے تک آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع پر رکوع اور سجدے پر سجدہ کیے جا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو مجھ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ فلاں ہے اور اُس کی حد سے زیادہ تعریف کرنا شروع کی۔ میں نے کہا: یہ تو یہ ہے اور یہ مدینہ کے لوگوں میں سب سے اچھی یا کہا کہ سب سے زیادہ نماز کا اہتمام کرنے والوں میں سے ہے۔ اِس پر آپ نے مجھے ٹوکا اور فرمایا: رکو، اُس کو مت سناؤ، ورنہ اُسے ہلاکت میں ڈال دو گے۔[۱] پھر مجھے لے کر آگے بڑھے، یہاں تک کہ (مسجد کے حجروں میں سے) ایک حجرے کے دروازے

تک پہنچے، اِس کے بعد میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور اللہ کے رسول نے فرمایا: تمھارا بہترین دین وہی ہے جو آسان تر ہو۔[2] آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔ اِنھی مِحجَن بن اَدرَع سے مروی ہے کہ آپ نے اِس موقع پر فرمایا: اللہ نے اِس اُمت کے لیے آسانی کو پسند فرمایا اور مشکل کو ناپسند کیا ہے۔ آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔

۱۔ اِس لیے کہ انسان انسان ہی ہے۔ اِس طرح کی مبالغہ آمیز تعریفیں بعض اوقات اُس میں ایسا کبر پیدا کر دیتی ہیں کہ وہ دوسروں کو حقیر سمجھنے لگتا اور اِس طرح بندگی کے احساس ہی سے محروم ہو جاتا ہے۔

۲۔ دین سے مراد یہاں دینی رویہ ہے جو کوئی شخص دین کو سمجھ کر اُس پر عمل کے لیے اختیار کرتا ہے۔

متن کے حواشی

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۔ اِس روایت کا متن مسند طیالسی، رقم ۱۳۹۲ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے علاوہ اِنھی مِحجَن بن اَدرَع رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ اسلوب کے کچھ فرق کے ساتھ جن مراجع میں نقل ہوا ہے، وہ یہ ہیں: مسند ابن ابی شیبہ، رقم ۵۹۶۔ مسند احمد، رقم ۱۸۹۷۶، ۱۸۹۷۷، ۲۰۳۴۷، ۲۰۳۴۸، ۲۰۳۴۹۔ الادب المفرد، بخاری، رقم ۳۴۱۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۷۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۳۵۷ میں یہی واقعہ کچھ فرق کے ساتھ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں بھی منقول ہے۔

۲۔ مسند احمد، رقم ۲۰۳۴۷ میں یہاں یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: 'ثُمَّ أَقبَلنَا حَتّٰی إِذَا كُنَّا بِبَابِ الْمَسْجِدِ' ''پھر ہم آگے بڑھے، یہاں تک کہ جب ہم مسجد کے دروازے کے پاس پہنچے''۔

۳۔ مسند احمد، رقم ۲۰۳۴۹۔

۴۔ مسند احمد، رقم ۲۰۳۴۷ میں یہاں یہ الفاظ منقول ہیں: 'قَالَ: أَتَقُولُهُ صَادِقًا؟' ''آپ نے فرمایا: کیا تمھارے خیال میں یہ سچا آدمی ہے؟''۔

۵۔ مسند احمد، رقم ۱۸۹۷۶ میں اِس جگہ یہ الفاظ ہیں: 'فَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ خَيرًا' ''تو میں نے اُس کی خوب تعریف کی''۔

۶۔ مسند احمد، رقم ۲۰۳۴۷۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۷۰۷ میں یہاں یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: 'وَهٰذَا أَعۡبَدُ أَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ' ''اور یہ مدینہ کے لوگوں میں سب سے بڑھ کر عبادت گزار ہے''۔

۷۔ الادب المفرد، بخاری، رقم ۳۴۱۔ مسند احمد، رقم ۱۸۹۷۶ میں یہاں 'أَمۡسِكۡ' ''رکو'' کے بجائے 'اُسۡكُتۡ' ''خاموش ہو جاؤ'' کا لفظ نقل ہوا ہے۔ جب کہ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۷۰۷ میں یہاں 'اتَّقِ' ''احتیاط کرو'' کا لفظ ہے۔

۸۔ مسند احمد، رقم ۱۸۹۷۶ میں اِس جگہ یہ الفاظ منقول ہیں: 'ثُمَّ أَتٰى حُجۡرَةَ امۡرَأَةٍ مِنۡ نِسَائِهِ' ''پھر آپ اپنی بیویوں میں سے ایک بیوی کے حجرے کے پاس پہنچے''، جب کہ مسند احمد، رقم ۲۰۳۴۹ میں اِس کے بجائے یہ الفاظ ہیں: 'حَتّٰى إِذَا كُنَّا عِنۡدَ حُجۡرِهِ' ''یہاں تک کہ جب ہم آپ کے حجروں کے پاس پہنچے''۔

۹۔ مسند احمد، رقم ۲۰۳۴۹۔

۱۰۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ المعجم الصغیر، طبرانی، رقم ۱۰۶۶ اور مسند شہاب، رقم ۱۲۲۵ میں سیدنا انس بن مالک سے بھی نقل ہوئے ہیں، لیکن وہاں اِن کا پس منظر مذکور نہیں ہے۔ مسند احمد، رقم ۱۵۹۳۶ میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کسی بدو سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ یہ کلمات دہراتے ہوئے سنا: 'إِنَّ خَيۡرَ دِيۡنِكُمۡ أَيۡسَرُهُ، إِنَّ خَيۡرَ دِيۡنِكُمۡ أَيۡسَرُهُ' ''تمھارا بہترین دین وہی ہے جو آسان تر ہو، تمھارا بہترین دین وہی ہے جو آسان تر ہو''۔

۱۱۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۷۰۷۔ مسند احمد، رقم ۲۰۳۴۷ میں اِس جگہ یہ الفاظ ہیں: 'إِنَّكُمۡ أُمَّةٌ أُرِيۡدَ بِكُمُ الۡيُسۡرُ' ''تم ایک ایسی امت ہو جس کے ساتھ آسانی کا ارادہ کیا گیا ہے''۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

المصادر والمراجع

ابن أبي شيبة، أبو بكر عبد الله بن محمد العبسي. (١٤٠٩هـ). **المصنف في الأحاديث والآثار**. ط١. تحقيق: كمال يوسف الحوت. الرياض: مكتبة الرشد.

ابن الجارود، أبو محمد عبد الله النيسابوري. (١٤٠٨هـ/ ١٩٨٨م). المنتقى من السنن المسندة. ط١. تحقيق: عبد الله عمر البارودي. بيروت: مؤسسة الكتاب الثقافية.

ابن الجَعد، علي بن الجَعد بن عبيد الجَوهَري البغدادي (١٤١٠هـ/ ١٩٩٠م). **مسند ابن الجعد**. ط١. تحقيق: عامر أحمد حيدر. بيروت: مؤسسة نادر.

ابن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان البُستي. (١٤١٤هـ/١٩٩٣م). **صحيح ابن حبان**. ط٢. تحقيق: شعيب الأرنؤوط. بيروت: مؤسسة الرسالة.

ابن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان البُستي. (١٣٩٦هـ). **المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين**. ط١. تحقيق: محمود إبراهيم زايد. حلب: دار الوعي.

ابن حجر، أحمد بن علي، أبو الفضل العسقلاني. (١٤٠٦هـ/١٩٨٦م). **تقريب التهذيب**. ط١. تحقيق: محمد عوامة. سوريا: دار الرشيد.

ابن حجر، أحمد بن علي، أبو الفضل العسقلاني. (١٤٠٤هـ/١٩٨٤م). **تهذيب التهذيب**. ط١. بيروت: دار الفكر.

ابن حجر، أحمد بن علي، أبو الفضل العسقلاني. (١٣٧٩هـ). **فتح الباري شرح صحيح البخاري**. د.ط. بيروت: دارالمعرفة.

ابن حجر، أحمد بن علي، أبو الفضل العسقلاني. (٢٠٠٢م). **لسان الميزان**. ط١. تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة. د.م: دار البشائر الإسلامية.

ابن خزيمة، أبو بكر محمد بن إسحاق، النيسابوري. (د.ت). **صحيح ابن خزيمة**. د.ط. تحقيق: د. محمد مصطفى الأعظمي. بيروت: المكتب الإسلامي.

ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد اللّٰه القرطبي. (١٤١٢هـ/ ١٩٩٢م). **الاستيعاب في معرفة الأصحاب**. ط١. تحقيق: علي محمد البجاوي. بيروت: دار الجيل.

ابن ماجه، أبو عبد اللّٰه محمد القزويني. (د.ت). **سنن ابن ماجه**. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. د.م: دار إحياء الكتب العربية.

أبو داؤد، سليمان بن الأشعث، السِّجِسْتاني. (د.ت). **سنن أبي داؤد**. د.ط.تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. بيروت: المكتبة العصرية.

أبو عوانة، الإسفراييني، يعقوب بن إسحاق النيسابوري. (١٤١٩هـ/١٩٩٨م). **مستخرج أبي عوانة**. ط١. تحقيق: أيمن بن عارف الدمشقي. بيروت: دار المعرفة.

أبو يعلى، أحمد بن علي، التميمي، الموصلي. **مسند أبي يعلى**. ط١. (١٤٠٤هـ/ ١٩٨٤م).

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

تحقيق: حسين سليم أسد. دمشق: دار المأمون للتراث.

أحمد بن محمد بن حنبل، أبو عبد اللّٰه، الشيباني. (١٤٢١هـ/٢٠٠١م). **المسند**. ط١. تحقيق: شعيب الأرنؤوط، وعادل مرشد، وآخرون. بيروت: مؤسسة الرسالة.

البخاري، محمد بن إسماعيل، أبو عبداللّٰه الجعفي. (١٤٠٩هـ/ ١٩٨٩م). **الأدب المفرد**. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار البشائر الإسلامية.

البخاري، محمد بن إسماعيل، أبو عبداللّٰه الجعفي.(١٤٢٢هـ). **الجامع الصحيح**. ط١. تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر. بيروت: دار طوق النجاة.

البزار، أبو بكر أحمد بن عمرو العتكي. (٢٠٠٩م). **مسند البزار**. ط١. تحقيق: محفوظ الرحمٰن زين اللّٰه، وعادل بن سعد، وصبري عبد الخالق الشافعي. المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم.

البيهقي، أبو بكر، أحمد بن الحسين الخراساني. (١٤١٠هـ/١٩٨٩م). **السنن الصغرٰى**. ط١. تحقيق: عبد المعطي أمين قلعجي. كراتشي: جامعة الدراسات الإسلامية.

البيهقي، أبو بكر، أحمد بن الحسين الخراساني. (١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م). **السنن الكبرٰى**. ط٣. تحقيق: محمد عبد القادر عطاء. بيروت: دار الكتب العلمية.

البيهقي، أبو بكر، أحمد بن الحسين الخراساني. (١٤١٢هـ/١٩٩١م). **معرفة السنن والآثار**. ط١. تحقيق: عبد المعطي أمين قلعجي. القاهرة: دار الوفاء.

الترمذي، أبو عيسٰى، محمد بن عيسٰى. (١٣٩٥هـ/١٩٧٥م). **سنن الترمذي**. ط٢. تحقيق و تعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض. مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفٰى البابي الحلبي.

الحميدي، أبو بكر عبد اللّٰه بن الزبير بن عيسٰى القرشي الأسدي. (١٩٩٦م). **مسند الحميدي**. ط١. تحقيق وتخريج:حسن سليم أسد الدَّارَانيّ. دمشق: دار السقا.

الدارمي، أبو محمد عبد اللّٰه بن عبد الرحمٰن، التميمي. (١٤١٢هـ/٢٠٠٠م). **سنن الدارمي**. ط١. تحقيق: حسين سليم أسد الداراني. الرياض: دار المغني للنشر والتوزيع.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

الذهبي، شمس الدين أبو عبد اللّٰه محمد بن أحمد. (١٣٨٧هـ/١٩٦٧م). **ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين.** ط٢. تحقيق: حماد بن محمد الأنصاري. مكة: مكتبة النهضة الحديثة.

الذهبي، شمس الدين، أبو عبد اللّٰه محمد بن أحمد. (١٤٠٥هـ/١٩٨٥م). **سير أعلام النبلاء.** ط٣. تحقيق: مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرنؤوط. د.م: مؤسسة الرسالة.

الذهبي، شمس الدين، أبو عبد اللّٰه محمد بن أحمد. (١٤١٣هـ/١٩٩٢م). **الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة.** ط١. تحقيق: محمد عوامة أحمد محمد نمر الخطيب. جدة: دار القبلة للثقافة الإسلامية – مؤسسة علوم القرآن.

الرُّوياني، أبو بكر محمد بن هارون. (١٤١٦هـ). **المسند.** ط١. تحقيق: أيمن علي أبو يماني. القاهرة: مؤسسة قرطبة.

السيوطي، جلال الدين، عبد الرحمٰن بن أبي بكر. (١٤١٦هـ/١٩٩٦م). **الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج.** ط١. تحقيق وتعليق: أبو اسحٰق الحويني الأثري. الخبر: دار ابن عفان للنشر والتوزيع.

الشافعي، محمد بن إدريس، أبو عبد اللّٰه، القرشي، المكي. (١٣٧٠هـ/ ١٩٥١م). **مسند الإمام الشافعي.** د.ط. بيروت: دار الكتب العلمية.

الشوكاني، محمد بن علي، اليمني. (١٤١٣هـ/ ١٩٩٣م). **نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار.** ط١. تحقيق: عصام الدين الصبابطي. دار الحديث: مصر.

الطبراني، أبو القاسم، سليمان بن أحمد الشامي. (١٤٠٥هـ/١٩٨٤م). **مسند الشاميين.** ط١. تحقيق: حمدي بن عبدالمجيد السلفي. بيروت: مؤسسة الرسالة.

الطبراني، أبو القاسم، سليمان بن أحمد الشامي. (د.ت). **المعجم الأوسط.** د.ط. تحقيق: طارق بن عوض اللّٰه بن محمد، عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني. القاهرة: دار الحرمين.

الطبراني، أبو القاسم، سليمان بن أحمد الشامي. (١٤٠٥هـ/١٩٨٥م). **المعجم الصغير.**

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ط١. تحقيق: محمد شكور محمود الحاج أمرير. بيروت: المكتب الإسلامي.

الطبراني، أبو القاسم، سليمان بن أحمد الشامي. (د.ت). **المعجم الكبير**. ط٢. تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي. القاهرة: مكتبة ابن تيمية.

الطيالسي، أبو داؤد سليمان بن داؤد البصري. (١٤١٩هـ/١٩٩٩م). **مسند أبي داؤد الطيالسي**. ط١. تحقيق: الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي. مصر: دار هجر.

عبد الحميد بن حميد بن نصر الكَسّي، أبو محمد. (١٤٠٨هـ/ ١٩٨٨م). **المنتخب من مسند عبد بن حميد**. ط١. تحقيق: صبحي البدري السامرائي، محمود محمد خليل الصعيدي. القاهرة: مكتبة السنة.

عبد الرزاق بن همام، أبو بكر، الحميري، الصنعاني. (١٤٠٣هـ). **المصنف**. ط٢. تحقيق: حبيب الرحمٰن الأعظمي. الهند: المجلس العلمي.

القضاعي، أبو عبد اللّٰه محمد بن سلامة بن جعفر.(١٤٠٧هـ/ ١٩٨٦م). **مسند الشهاب**. ط٢. تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي. بيروت: مؤسسة الرسالة.

مسلم بن الحجاج، النيسابوري. (د.ت). **الجامع الصحيح**. د.ط. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار إحياء التراث العربي.

النسائي، أبو عبد الرحمٰن أحمد بن شعيب الخراساني. (١٤٠٦هـ/١٩٨٦م). **السنن الصغرىٰ**. ط٢. تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة. حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية.

النسائي، أبو عبد الرحمٰن أحمد بن شعيب الخراساني. (١٤٢١هـ/٢٠٠١م). **السنن الكبرىٰ**. ط١. تحقيق وتخريج: حسن عبد المنعم شلبي. بيروت: مؤسسة الرسالة.

النووي، يحيٰى بن شرف، أبو زكريا. (١٣٩٢هـ). **المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج**. ط٢. بيروت: دار إحياء التراث العربي.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جاوید احمد غامدی

تحقیق و تخریج: محمد عامر گزدر

مسلمان کی تکفیر

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

—— ۱ ——

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:[۱] "مَنْ شَهِدَ عَلٰى مُسْلِمٍ أَوْ قَالَ: — عَلٰى مُؤْمِنٍ — بِكُفْرٍ، فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ لَعَنَهُ فَهُوَ كَقَتْلِهِ".[۲]

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان پر یا فرمایا کہ کسی بندۂ مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو یہ اِسی طرح ہے، جیسے اُس نے اُس کو قتل کر دیا[۱] اور جس نے اُس پر لعنت کی،[۲] اُس نے بھی گویا اُسے قتل کر دیا۔

۱۔ مطلب یہ ہے کہ مسلمان کی تکفیر کوئی امر مباح نہیں ہے کہ جس کا جی چاہے، اُس پر یہ تہمت لگا دے، بلکہ ایسی سنگین بات ہے کہ گویا اُس کو قتل کر دیا گیا۔ یہ تشبیہ اِس لحاظ سے ہے کہ مسلمانوں کے معاشرے میں کسی کو کافر یا ملعون قرار دینا درحقیقت اُس کی حیثیت عرفی کو ختم کر دینا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ گویا اُس کی شخصیت کا قتل ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ میں جن لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا، اُن کے حالات سے اِس کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ کوئی شخص اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور اپنے مسلمان ہونے پر اصرار کرتا ہے تو کسی کو حق نہیں ہے کہ اُس کو کافر کہے یا قیامت میں خدا کی رحمت سے محروم قرار دے۔ دنیا میں ہر شخص اپنے اقرار ہی کی بنا پر مسلم، غیر مسلم یا کافر سمجھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حق کسی دوسرے کو نہیں دیا ہے، نہ کسی فرد کو، نہ دین کے کسی عالم کو اور نہ کسی ریاست کو کہ وہ اُس کو کافر یا غیر مسلم قرار دے۔ اِس باب کے تمام معاملات میں آخری اور فیصلہ کن چیز اُس کا اپنا اقرار ہے، لہٰذا کسی کو بھی اُس پر کوئی حکم لگانے کی جسارت نہیں کرنی چاہیے۔

۲۔ یعنی اُس کو خدا کی رحمت سے محروم قرار دیا۔ عربی زبان میں 'لعنت' کا لفظ اِسی مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن جامع معمر بن راشد، رقم ۱۹۷۱۰ سے لیا گیا ہے۔ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ روایت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے بھی نقل ہوئی ہے۔ اسلوب و تعبیر کے کچھ فرق کے ساتھ یہ اِن مراجع میں دیکھ لی جاسکتی ہے: مصنف عبدالرزاق، رقم ۱۵۹۸۴۔ مسند احمد، رقم ۱۶۳۸۵، ۱۶۳۹۱۔ صحیح بخاری، رقم ۶۰۴۷، ۶۱۰۵، ۶۶۵۲۔ سنن ترمذی، رقم ۲۶۳۶۔ مسند رویانی، رقم ۱۴۵۰۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۱۲۹۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۴۶۰، ۱۳۲۴، ۱۳۲۶، ۱۳۳۱، ۱۳۳۴، ۱۳۳۷۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۵۸۷۶۔ معرفۃ السنن والآثار، بیہقی، رقم ۱۹۴۶۴، ۱۹۴۶۵۔

۲۔ مصنف عبدالرزاق، رقم ۱۵۹۸۴ میں اِنھی ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے یہ مضمون اِس تعبیر کے ساتھ نقل ہوا ہے: 'لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَالَ لِمُؤْمِنٍ: يَا كَافِرُ، فَهُوَ كَقَتْلِهِ' ''ایک بندۂ مومن پر لعنت کرنا اُسے قتل کر دینے کی طرح ہے اور جس نے کسی بندۂ مومن کو کہا: اے کافر، تو یہ اِسی طرح ہے، جیسے اُس نے اُس کو قتل کر دیا''۔ مسند احمد، رقم ۱۶۳۸۵ میں اِس کے بجاے یہ الفاظ روایت ہوئے ہیں: 'لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ رَمٰى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ' ''ایک بندۂ مومن پر لعنت کرنا اُسے قتل کر دینے کی طرح ہے اور جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو اُس نے گویا اُس کو قتل کر دیا''۔ صحیح بخاری، رقم ۶۰۴۷ میں یہی بات اِن الفاظ میں آئی ہے: 'مَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ' ''جس نے کسی بندۂ مومن پر لعنت کی، اُس نے گویا اُسے قتل کر دیا اور جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو یہ بھی اُس کو قتل کر دینے کی طرح ہے''۔ سنن ترمذی، رقم ۲۶۳۶ میں اِس کی جگہ یہ الفاظ ہیں: 'لَاعِنُ الْمُؤْمِنِ كَقَاتِلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا

بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَاتِلِهِ ''ایک بندۂ مومن پر لعنت کرنے والا گویا اُس کا قاتل ہے اور جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی تو یہ اِسی طرح ہے، جیسے اُس نے اُس کو قتل کر دیا''۔

— ۲ —

عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ''.[۲]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اُنھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھی اپنے (مسلمان) بھائی کو کہا: اے کافر، تو دونوں میں سے ایک یہ ہو کر رہے گا۔ اگر اُس کا وہ بھائی اِس کا مصداق ہوا جس کو اُس نے کافر قرار دیا تو وہی اور اگر نہ ہوا تو کہنے والے کی یہ بات خود اُسی پر لوٹ جائے گی۔[۱]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۔ یہ تکفیر کی اجازت نہیں، بلکہ اُس پر سخت ترین تنبیہ ہے۔ کوئی خدا ترس آدمی اِسے اجازت پر محمول کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ مدعا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو اِس خطرے میں نہ ڈالے کہ کسی مسلمان کو کافر کہہ کر قیامت کے دن اُسی طرح کے مواخذے سے دوچار ہو جائے جس سے خدا اور اُس کے رسولوں کے منکرین دوچار ہوں گے۔ اِس لیے کہ اِس سے بچنے کی ایک ہی صورت پھر اُس کے لیے باقی رہ جائے گی کہ قیامت کی عدالت بھی اُس کے اِس فتوے کی تصدیق کر دے۔ شریعت میں اِس کی مثال قذف کی سزا ہے جو قریب قریب اتنی ہی ہے، جو زنا کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکفیر سے متعلق یہ تنبیہ غالباً اُسی پر قیاس کر کے فرمائی ہے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح مسلم، رقم ۶۰ سے لیا گیا ہے۔ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل ہوئی ہے۔ چند لفظی اختلافات کے ساتھ یہ اِن مراجع میں دیکھ لی جا سکتی ہے: موطا امام مالک، رقم ۳۶۰۶۔ احادیث اسماعیل بن جعفر،

رقم ۱۶۔ مسند طیالسی، رقم ۱۹۵۲۔ مسند حمیدی، رقم ۷۱۵۔ مسند ابن جعد، رقم ۱۵۹۴۔ مسند احمد، رقم ۴۶۸۷، ۴۷۴۵، ۴۷۴۵، ۵۰۳۵، ۵۰۷۷، ۵۲۵۹، ۵۲۶۰، ۵۸۲۴، ۵۹۱۴، ۵۹۳۳، ۶۲۸۰۔ صحیح بخاری، رقم ۶۱۰۳، ۶۱۰۴۔ الادب المفرد، بخاری، رقم ۴۳۹۔ صحیح مسلم، رقم ۶۰۔ سنن ترمذی، رقم ۲۶۳۷۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۴۷-۵۴۔ صحیح ابن حبان، رقم ۲۴۹، ۲۵۰۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۴۵۷۰، ۸۷۳۲۔ مستخرج ابی نعیم، رقم ۲۴۱۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۲۰۹۰۲۔

۲۔ مسند حمیدی، رقم ۷۱۵ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے اِس حدیث کے یہ الفاظ آئے ہیں: 'إِذَا کَفَّرَ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا' ''جب آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو کافر قرار دیتا ہے تو دونوں میں سے ایک یہ ہو کر رہتا ہے''۔ مسند طیالسی، رقم ۱۹۵۲ میں اُنھی سے یہ اِس اسلوب میں بھی نقل ہوئی ہے: 'إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ، فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا، إِنْ كَانَ الَّذِي قِيلَ لَهُ كَافِرٌ فَهُوَ كَافِرٌ وَإِلَّا رَجَعَ إِلَى مَنْ قَالَ' ''جب آدمی اپنے (مسلمان) بھائی سے کہتا ہے: اے کافر، تو دونوں میں سے ایک یہ ہو کر رہتا ہے، چنانچہ جس کو کافر کہا گیا، یا وہ کافر ہو گا یا یہ بات خود کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گی''۔ مسند احمد، رقم ۵۸۲۴ میں یہی روایت اِس تعبیر کے ساتھ منقول ہے: 'إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِصَاحِبِهِ: يَا كَافِرُ، فَإِنَّهَا تَجِبُ عَلَى أَحَدِهِمَا، فَإِنْ كَانَ الَّذِي قِيلَ لَهُ كَافِرٌ فَهُوَ كَافِرٌ، وَإِلَّا رَجَعَ إِلَيْهِ مَا قَالَ' ''جب آدمی اپنے (مسلمان) ساتھی سے کہتا ہے: اے کافر، تو دونوں میں سے ایک لازماً اِس کا مصداق ہو جاتا ہے، چنانچہ جس کو کافر کہا گیا، یا وہ کافر ہو گا یا کہنے والے کی یہ بات خود اُسی کی طرف لوٹ جائے گی''۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۵۳ میں اِس کے الفاظ یہ ہیں: 'إِنْ قَالَ رَجُلٌ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ، وَجَبَ الْكُفْرُ عَلَى أَحَدِهِمَا' ''اگر کسی نے اپنے (مسلمان) بھائی سے کہا: اے کافر، تو اُس کی یہ بات دونوں میں سے ایک پر لازماً صادق آئے گی''۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۳

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ، وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ".

ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے فرمایا: جو شخص بھی کسی دوسرے پر فسق یا کفر کی تہمت لگائے گا، اگر وہ ایسا نہیں ہوا تو اُس کی یہ تہمت اُسی پر لوٹ

جائے گی۔

۱۔ یعنی خدا کی صریح نافرمانی اور کسی بڑے گناہ کے ارتکاب کی تہمت۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح بخاری، رقم ۶۰۴۵ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی تنہا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ جن مصادر میں نقل ہوئی ہے، وہ یہ ہیں: مسند احمد، رقم ۲۱۵۷۱۔ الادب المفرد، بخاری، رقم ۴۳۲۔ مسند بزار، رقم ۳۹۱۹۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۵۵۔

یہی مضمون بعض روایتوں، مثلاً مسند احمد، رقم ۲۱۴۶۵ میں اِنھی ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اِن الفاظ میں بھی نقل ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ: عَدُوُّ اللّٰهِ، وَلَيْسَ كَذَاكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ' ''جس نے کسی شخص کو کافر کہہ کر پکارا یا اُسے اللہ کا دشمن کہا اور وہ ایسا نہ ہوا تو اُس کی یہ بات خود اُسی پر لوٹ جائے گی''۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۵۶ میں یہ تعبیر بھی نقل ہوئی ہے: 'مَنْ رَمٰى رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ رَمَاهُ بِالْفِسْقِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ' ''جس نے کسی شخص پر کفر یا فسق کی تہمت لگائی اور وہ ایسا نہ ہوا تو اُس کی یہ بات خود اُسی پر لوٹ جائے گی''۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اِس دوسرے متن کے مراجع یہ ہیں: مسند احمد، رقم ۲۱۴۶۵۔ الادب المفرد، رقم ۴۳۳۔ صحیح مسلم، رقم ۶۱۔ مستخرج ابی عوانہ، رقم ۵۶۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۵۳۳۵۔

المصادر والمراجع

ابن الجَعْد، علي بن الجَعْد بن عبيد الجَوْهَري البغدادي. (١٤١٠هـ/ ١٩٩٠م). **مسند ابن الجعد**. ط١. تحقيق: عامر أحمد حيدر. بيروت: مؤسسة نادر.

ابن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان البُستي. (١٤١٤هـ/١٩٩٣م). **صحيح ابن حبان**. ط٢. تحقيق: شعيب الأرنؤوط. بيروت: مؤسسة الرسالة.

ابن حبان، أبو حاتم، محمد بن حبان البُستي. (١٣٩٦هـ). **المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين**. ط١. تحقيق: محمود إبراهيم زايد. حلب: دار الوعي.

ابن حجر، أحمد بن علي، أبو الفضل العسقلاني. (١٤٠٦هـ/١٩٨٦م). **تقريب التهذيب.** ط١. تحقيق: محمد عوامة. سوريا: دار الرشيد.

ابن حجر، أحمد بن علي، أبو الفضل العسقلاني. (١٤٠٤هـ/١٩٨٤م). **تهذيب التهذيب.** ط١. بيروت: دار الفكر.

ابن حجر، أحمد بن علي، أبو الفضل العسقلاني (١٣٧٩هـ). **فتح الباري شرح صحيح البخاري.** د.ط. بيروت: دار المعرفة.

ابن حجر، أحمد بن علي، أبو الفضل العسقلاني. (٢٠٠٢م). **لسان الميزان.** ط١. تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة. د.م: دار البشائر الإسلامية.

ابن عدي، عبد اللّٰه أبو أحمد الجرجاني. (١٤١٨هـ/١٩٩٧م). **الكامل في ضعفاء الرجال.** ط١. تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود، وعلي محمد معوض. بيروت– لبنان: الكتب العلمية.

أبو عوانة، الإسفراييني، يعقوب بن إسحاق، النيسابوري. (١٤١٩هـ/١٩٩٨م). **مستخرج أبي عوانة.** ط١. تحقيق: أيمن بن عارف الدمشقي. بيروت: دار المعرفة.

أبو نعيم، أحمد بن عبد اللّٰه، الأصبهاني. (١٤١٧هـ/١٩٩٦م). **المسند المستخرج على صحيح مسلم.** ط١. تحقيق: محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشافعي. بيروت: دار الكتب العلمية.

أحمد بن محمد بن حنبل، أبو عبد اللّٰه، الشيباني. (١٤٢١هـ/٢٠٠١م). **المسند.** ط١. تحقيق: شعيب الأرنؤوط، وعادل مرشد، وآخرون. بيروت: مؤسسة الرسالة.

إسماعيل بن جعفر بن أبي كثير، أبو إسحاق، الأنصاري، المدني. (١٤١٨هـ/١٩٩٨م). **حديث علي بن حجر السعدي عن إسماعيل بن جعفر المدني.** ط١. دراسة وتحقيق: عمر بن رفود بن رفيد السّفياني. الرياض: مكتبة الرشد للنشر.

البخاري، محمد بن إسماعيل، أبو عبداللّٰه الجعفي. (١٤٠٩هـ/ ١٩٨٩م). **الأدب المفرد.** ط٣. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار البشائر الإسلامية.

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

البخاري، محمد بن إسماعيل، أبو عبدالله الجعفي.(١٤٢٢هـ). **الجامع الصحيح**. ط١. تحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر. بيروت: دار طوق النجاة.

البزار، أبو بكر أحمد بن عمرو العتكي. (٢٠٠٩م). **مسند البزار**. ط١. تحقيق: محفوظ الرحمٰن زين الله، وعادل بن سعد، وصبري عبد الخالق الشافعي. المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم.

البيهقي، أبو بكر، أحمد بن الحسين الخراساني (١٤٢٤هـ/٢٠٠٣م). **السنن الكبرىٰ**. ط٣. تحقيق: محمد عبد القادر عطاء. بيروت: دار الكتب العلمية.

البيهقي، أبو بكر، أحمد بن الحسين الخراساني. (١٤١٢هـ/١٩٩١م). **معرفة السنن والآثار**. ط١. تحقيق: عبد المعطي أمين قلعجي. القاهرة: دار الوفاء.

الترمذي، أبو عيسىٰ، محمد بن عيسىٰ. (١٣٩٥هـ/١٩٧٥م). **سنن الترمذي**. ط٢. تحقيق و تعليق: أحمد محمد شاكر، ومحمد فؤاد عبد الباقي، وإبراهيم عطوة عوض. مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفىٰ البابي الحلبي.

الحميدي، أبو بكر عبد الله بن الزبير بن عيسىٰ القرشي الأسدي. (١٩٩٦م). **مسند الحميدي**. ط١. تحقيق وتخريج: حسن سليم أسد الدَّارَانيّ. دمشق: دار السقا.

الذهبي، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد. (١٣٨٧هـ/١٩٦٧م). **ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين**. ط٢. تحقيق: حماد بن محمد الأنصاري. مكة: مكتبة النهضة الحديثة.

الذهبي، شمس الدين، أبو عبد الله محمد بن أحمد. (١٤٠٥هـ/١٩٨٥م). **سير أعلام النبلاء**. ط٣. تحقيق: مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرنؤوط. د.م: مؤسسة الرسالة.

الذهبي، شمس الدين، أبو عبد الله محمد بن أحمد. (١٤١٣هـ/١٩٩٢م). **الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة**. ط١. تحقيق: محمد عوامة أحمد محمد نمر الخطيب. جدة: دار القبلة للثقافة الإسلامية – مؤسسة علوم القرآن.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

الرُّوياني، أبو بكر محمد بن هارون. (١٤١٦هـ) **المسند**. ط١. تحقيق: أيمن على أبو يماني. القاهرة: مؤسسة قرطبة.

الطبراني، أبو القاسم، سليمان بن أحمد الشامي. (د.ت). **المعجم الأوسط**. د.ط. تحقيق: طارق بن عوض اللّٰه بن محمد، عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني. القاهرة: دار الحرمين.

الطبراني، أبو القاسم، سليمان بن أحمد الشامي. (د.ت). **المعجم الكبير**. ط٢. تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي. القاهرة: مكتبة ابن تيمية.

الطيالسي، أبو داؤد سليمان بن داؤد البصري. (١٤١٩هـ/١٩٩٩م). **مسند أبي داؤد الطيالسي**. ط١. تحقيق: الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي. مصر: دار هجر.

عبد الرزاق بن همام، أبو بكر، الحميري، الصنعاني. (١٤٠٣هـ). **المصنف**. ط٢. تحقيق: حبيب الرحمٰن الأعظمي. الهند: المجلس العلمي.

مالك بن أنس بن مالك بن عامر، الأصبحي، المدني. (١٤٢٥هـ/ ٢٠٠٤م). **الموطأ**. ط١. تحقيق: محمد مصطفى الأعظمي. أبو ظبي: مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية.

المزي، أبو الحجاج، يوسف بن عبد الرحمٰن القضاعي الكلبي. (١٤٠٠هـ/ ١٩٨٠م). **تهذيب الكمال في أسماء الرجال**. ط١. تحقيق: الدكتور بشار عواد معروف. بيروت: مؤسسة الرسالة.

مسلم بن الحجاج، النيسابوري. (د.ت). **الجامع الصحيح**. د.ط. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار إحياء التراث العربي.

معمر بن أبي عمرو راشد، الأزدي، البصري. (١٤٠٣هـ). **الجامع**. ط٢. تحقيق: حبيب الرحمٰن الأعظمي. بيروت: توزيع المكتب الإسلامي.

النووي، يحيٰى بن شرف، أبو زكريا. (١٣٩٢هـ). **المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج**. ط٢. بيروت: دار إحياء التراث العربي.

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

محمد وسیم اختر مفتی

حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت سلیط بن عمرو کے دادا کا نام عبد شمس بن عبد ود تھا۔ عامر بن لؤی ان کے ساتویں اور غالب بن فہر نویں جد تھے۔ لؤی بن غالب پر ان کا سلسلۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے ملتا ہے۔ عامر کے بھائی کعب آپ کے آٹھویں اور لؤی نویں جد تھے۔ حضرت سلیط کی والدہ خولہ بنت عمرو یمن سے تعلق رکھتی تھیں۔

حضرت سلیط بن عمرو 'اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* میں شامل تھے۔ ابن اسحاق کی مرتب کردہ فہرست کے مطابق دین اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں ان کا نمبر پچیسواں تھا۔ ۵؍ نبوی میں دور اسلامی کی پہلی درس گاہ دار ارقم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے سے پہلے وہ ایمان لا چکے تھے۔

حضرت سلیط بن عمرو کو حبشہ و مدینہ، دونوں ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا۔ کمزور نومسلموں اور دعوت ایمان قبول کرنے والے غلاموں پر قریش کا تشدد اور ایذائیں حد سے بڑھ گئیں تو رجب ۵؍ نبوی (۶۱۵ء) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا مشورہ دیا۔ آپ نے فرمایا: وہاں ایسا بادشاہ حکمران ہے جس کی سلطنت میں ظلم نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت عثمان بن مظعون کی قیادت میں سولہ اصحاب رسول حبشہ روانہ ہوئے۔ حضرت سلیط بن عمرو سڑسٹھ اہل ایمان کے اس دوسرے گروپ میں شامل تھے جو چند ماہ کے بعد حضرت جعفر بن ابو طالب کی قیادت میں دو کشتیوں پر سوار ہو کر سوے حبشہ روانہ ہوا۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق حضرت سلیط کی اہلیہ حضرت فاطمہ بنت علقمہ نے سفر ہجرت میں ان کا ساتھ دیا۔ دونوں گروپوں کے مہاجرین کی

---

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

مجموعی تعداد تراسی (ایک سونو: ابن جوزی) بنتی ہے۔ حضرت سلیط بن عمرو کے بھائی حضرت حاطب بن عمرو، حضرت سکران بن عمرو، ان کی اہلیہ حضرت سودہ بنت زمعہ، بنو عامر کے حضرت مالک بن زمعہ، ان کی اہلیہ حضرت عمرہ بنت سعدی، حضرت ابوسبرہ بن ابورہم، ان کی اہلیہ ام کلثوم بنت سہیل، حضرت عبداللہ بن مخرمہ، حضرت عبداللہ بن سہیل اور بنو عامر کے حلیف حضرت سعد بن خولہ، دوسری ہجرت حبشہ میں ان کے ساتھ تھے۔ حضرت سلیط بن عمرو ان اصحاب میں شامل نہ تھے جو شوال ۵؍ نبوی میں قریش کے ایمان لانے کی افواہ سن کر مکہ لوٹ آئے۔

موسیٰ بن عقبہ نے حضرت سلیط بن عمرو کو بدری صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ انھوں نے جنگ احد اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی، تاہم جنگ بدر اور باقی معرکوں میں حضرت سلیط کی شمولیت پر باقی اصحاب سیران سے متفق نہیں۔

طبری کی روایت کے برعکس ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد اور بلاذری کہتے ہیں کہ حضرت سکران بن عمرو اپنی اہلیہ حضرت سودہ بنت زمعہ کے ساتھ حبشہ سے مکہ واپس آئے اور یہیں انتقال کیا۔ سیدہ سودہ کی عدت ختم ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پیام نکاح بھیجا۔ انھوں نے جواب دیا کہ میرا معاملہ آپ کی صواب دید پر منحصر ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنی شادی کے لیے اپنی قوم کے کسی شخص کو کہو۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ حضرت سلیط بن عمرو ان کی طرف سے ولی مقرر ہوئے اور انھوں نے چار سو درہم کے عوض حضرت سودہ کا نکاح آپ سے کیا۔ مرجوح روایت کے طور پر وہ حضرت حاطب بن عمرو کا ذکر بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے اس روایت کو رد کیا اور کہا ہے کہ حضرت سلیط اور حضرت حاطب دونوں بھائی اس وقت سرزمین حبشہ میں تھے۔ طبری اور مسند احمد میں سیدہ عائشہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون کی اہلیہ حضرت خولہ بنت حکیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر حضرت سودہ کے گھر گئیں اور ان کے والد زمعہ بن قیس نے یہ رشتہ طے کیا (مسند احمد، رقم ۲۵۷۶۹)۔

ابن ہشام نے ''السیرۃ النبویۃ'' میں چونتیس مہاجرین کی فہرست دی ہے جو جنگ بدر سے پہلے حبشہ سے واپس نہ آئے۔ وہ حضرت عمرو بن امیہ ضمری اور حضرت جعفر بن ابو طالب کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار ہو کر مدینہ ہجرت کرنے والے قافلے میں بھی شامل نہ تھے۔ ان میں سے چھ افراد نے حبشہ ہی میں وفات پائی، جب کہ حسب ذیل اٹھائیس اصحاب غزوۂ بدر کے بعد مدینہ لوٹے:

حضرت قیس بن عبداللہ، ان کی اہلیہ حضرت برکہ بنت یسار، حضرت یزید بن زمعہ، حضرت ابوالروم بن عمیر، حضرت فراس بن نضر، حضرت عمرو بن عثمان، حضرت ہبار بن سفیان، ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن سفیان،

حضرت ہشام بن ابوحذیفہ، حضرت سفیان بن معمر، حضرت جنادہ بن سفیان، حضرت جابر بن سفیان، حضرت شرحبیل بن حسنہ، ان کی والدہ حسنہ، حضرت قیس بن حذافہ، حضرت ابوقیس بن حارث، حضرت عبداللہ بن حذافہ، حضرت حارث بن حارث، حضرت معمر بن حارث، حضرت بشر بن حارث، حضرت سعید بن عمرو، حضرت سعید بن حارث، حضرت سائب بن حراث، حضرت عمیر بن رئاب، حضرت سلیط بن عمر، حضرت عثمان بن عبد، حضرت سعد بن عبد اور حضرت عیاض بن زہیر۔

ذی الحجہ ۷ھ (یا ۶ھ) میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ صحابہ کو اپنے خطوط دے کر عرب وعجم کے سرداروں کی طرف بھیجا اور انھیں دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر روم کی طرف، حضرت عبداللہ بن حذافہ کو شاہ فارس (ایران) کسریٰ کی جانب، حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو شاہ حبشہ نجاشی کی جانب، حضرت حاطب بن ابوبلتعہ کو شاہ اسکندریہ (مصر) مقوقس کی طرف، حضرت عمرو بن عاص کو عمان کے سرداروں جیفر اور عیاذ کی جانب، حضرت سلیط بن عمرو کو یمامہ کے سرداروں ہوذہ بن علی اور ثمامہ بن اثال کی طرف، حضرت علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی شاہ بحرین کی طرف اور حضرت شجاع بن وہب کو شام کی سرحد پر واقع ملک غسان کے بادشاہ حارث کی طرف بھیجا۔ حضرت سلیط آپ کا مکتوب لے کر ہوذہ بن علی حنفی کے پاس پہنچے تو وہ بہت عزت سے پیش آیا اور عطیات سے نوازا۔ انھوں نے آپ کا خط پیش کیا تو اس نے پڑھ کر یہ جواب لکھوایا: ''آپ جو دعوت دے رہے ہیں، بہت اچھی اور بھلی ہے۔ میں اپنی قوم کا شاعر اور خطیب ہوں۔ عرب میرے مرتبے سے مرعوب ہیں۔ آپ کار نبوت میں میرا کچھ حصہ رکھ لیں تو میں آپ کی پیروی کر لوں گا۔'' ہوذہ نے حضرت سلیط کو نقد عطیات کے علاوہ یمن کے مشہور شہر ہجر کے بنے ہوئے بیش قیمت کپڑے دیے۔ حضرت سلیط نے مدینہ لوٹ کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام واقعات بتائے اور ہوذہ حنفی کا خط پڑھ کر سنایا۔ آپ نے فرمایا: اگر وہ ہماری سرزمین کی ایک کچی کھجور مانگ لیتا تو بھی میں نہ دیتا۔ پھر فرمایا: وہ خود بھی فنا ہوا اور اس کا زیر تسلط ملک بھی تباہ ہوا۔ چنانچہ فتح مکہ کے روز حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو خبر دی کہ ہوذہ ہلاک ہو گیا ہے۔

حضرت سلیط بن عمرو کی اہلیہ کا نام حضرت فاطمہ (:ابن اسحاق۔ قہطم :ابن سعد۔ ام یقظہ: ابن حجر) بنت علقمہ تھا۔ ان کی ایک ہی اولاد سلیط بن سلیط کا ذکر ''طبقات ابن سعد'' اور کتب صحابہ میں جگہ پا سکا ہے۔

حضرت سلیط بن عمرو ۱۲ھ (یا ۱۳ھ) میں جنگ یمامہ میں داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت سلیط کے بیٹے حضرت سلیط بن سلیط بھی جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، لیکن ابن اثیر نے اسے ان

کا مغالطہ قرار دیا ہے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابہ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

حضرت سکران بن عمرو رضی اللہ عنہ

حضرت سکران بن عمرو کے دادا کا نام عبد شمس اور پڑدادا کا عبدود تھا۔ ان کا قبیلہ ان کے ساتویں جد عامر بن لوی کے نام سے موسوم ہے، غالب بن فہر ان کے نویں جد تھے۔ لوی بن غالب پر ان کا سلسلۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے ملتا ہے۔ لوی آپ کے نویں اور حضرت سکران کے آٹھویں جد تھے۔ قرشی اور عامری حضرت سکران کی نسبتیں ہیں۔ ان کی والدہ حبّی بنت قیس بنو خزاعہ سے تعلق رکھتی تھیں۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ابن ہشام کی ترتیب شدہ 'اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* کی فہرست میں حضرت سکران کا نام شامل نہیں، تاہم چونکہ ان کے بھائیوں حضرت سلیط بن عمرو اور حضرت حاطب بن عمرو نے دین حق کی طرف سبقت کی، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سکران نے ایمان قبول کرنے میں دیر نہ لگائی ہوگی۔ ان کا ہجرت حبشہ (۵ / نبوی) سے پہلے مومنین کی صف میں شامل ہونا یقینی ہے۔

حضرت سکران بن عمرو کو حبشہ و مدینہ، دونوں ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا۔ رجب ۵ / نبوی (۶۱۵ء) میں جب کمزور اہل ایمان اور اسلام کی طرف لپکنے والے غلاموں پر قریش کا ظلم و تشدد حد سے بڑھ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: تم یہاں سے ہجرت کیوں نہیں کر جاتے؟ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ، کہاں جائیں تو آپ نے حبشہ (Ethiopia) کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: وہاں ایسا بادشاہ، نجاشی حکمران ہے جس کی سلطنت میں ظلم نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت عثمان بن مظعون کی قیادت میں سولہ یا سترہ اصحاب رسول حبشہ روانہ ہوئے۔ چند ماہ کے بعد حضرت جعفر بن ابوطالب کی قیادت میں دو کشتیوں پر سوار ہو کر سڑسٹھ اہل ایمان کا دوسرا قافلہ سوے حبشہ روانہ ہوا۔ حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں میں شریک صحابہ کی مجموعی تعداد تراسی (:ابن ہشام۔ ایک سو نو: ابن جوزی)

---

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

بنتی ہے۔ حضرت سکران بن عمرو اور ان کی اہلیہ حضرت سودہ بنت زمعہ اس دوسرے گروپ میں شامل تھے۔ حضرت سکران کے بھائی حضرت حاطب بن عمرو، حضرت سلیط بن عمرو، ان کے قبیلہ بنو عامر بن لؤی کے حضرت ابوسبرہ بن ابورہم، ان کی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت سہیل، حضرت عبداللہ بن مخرمہ، حضرت عبداللہ بن سہیل، حضرت مالک بن زمعہ، ان کی اہلیہ حضرت عمرہ بنت سعدی اور بنو عامر کے حلیف حضرت سعد بن خولہ سفر ہجرت میں ان کے شریک تھے۔

ابن اسحاق، ابن ہشام، واقدی، ابن سعد اور بلاذری کہتے ہیں کہ حضرت سکران بن عمرو اور ان کی اہلیہ حضرت سودہ بنت زمعہ ان تینتیس اصحاب میں شامل تھے جو شوال ۵ نبوی میں قریش کے ایمان لانے کی افواہ سن کر مکہ لوٹ آئے۔ ان کے قبیلہ بنو عامر بن لؤی سے تعلق رکھنے والے حضرت عبداللہ بن مخرمہ، حضرت عبداللہ بن سہیل، حضرت ابوسبرہ بن ابورہم، ان کی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت سہیل اور بنو عامر کے حلیف حضرت سعد بن خولہ بھی ان کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ مذکورہ سیرت نگاروں کے مطابق حضرت سکران نے ۱۰ نبوی میں ہجرت مدینہ سے قبل مکہ میں وفات پائی، جب کہ موسیٰ بن عقبہ، ابومعشر اور طبری کی روایت کے مطابق وہ شہر مکہ نہ آئے اور حبشہ ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت سکران بن عمرو سے حضرت سودہ کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے۔

سیدہ خدیجہ کی وفات کو تین سال گزر رہے تھے کہ عثمان بن مظعون کی اہلیہ حضرت خولہ بنت حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: یا رسول اللہ، کیا آپ شادی نہیں کریں گے؟ سوال فرمایا: کس سے؟ حضرت خولہ نے کہا: آپ چاہیں تو کنواری سے اور چاہیں تو بیوہ سے رشتہ ہو سکتا ہے۔ پوچھا: کنواری کون؟ بتایا: آپ کے سب سے محبوب رفیق ابوبکر کی بیٹی عائشہ۔ استفسار فرمایا: بیوہ کون ہے؟ بتایا: سودہ بنت زمعہ جو آپ پر ایمان لا چکی ہیں۔ آپ کے ہامی بھرنے پر حضرت خولہ حضرت ابوبکر کے گھر گئیں اور ان کی اہلیہ حضرت ام رومان سے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کا رشتہ مانگنے کے لیے بھیجا ہے۔ حضرت ابوبکر نے پوچھا: کیا عائشہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے موزوں ہے؟ یہ سوال آپ کے سامنے آیا تو فرمایا: ابوبکر میرے اسلامی بھائی ہیں اور ان کی بیٹی کی مجھ سے شادی ہو سکتی ہے۔ حضرت عائشہ کا آپ سے نکاح مکہ ہی میں ہو گیا، رخصتی البتہ ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوئی (موسوعہ مسند احمد، رقم ۲۵۷۶۹)۔

۱۰ نبوی میں سیدہ سودہ کی عدت ختم ہوئی تو حضرت خولہ بنت حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سندیسہ لے کر ان کے پاس پہنچیں۔ انھوں نے کہا: میری مرضی تو ہے، لیکن آپ میرے والد کو بتائیں۔ حضرت سودہ کے والد زمعہ بن

قیس نے بھی مثبت جواب دیا تو آپ کا نکاح سیدہ سودہ سے ہو گیا (مسند احمد، رقم ۲۵۷۶۹)۔ اور ان کی رخصتی مکہ ہی میں ہو گئی۔ حضرت سودہ کے بھائی عبد بن زمعہ اس وقت ایمان نہ لائے تھے، اس لیے یہ رشتہ پسند نہ کیا۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابہ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ساجد حمید

متن حدیث میں ہمارے تصرفات

(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

انضمام المتون

ایک حدیث کے متن کا دوسرے متن میں ضم کرنا یا پیوند لگانا تیسرا تصرف ہے، جو حدیث کے ساتھ برتا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ دو مختلف احادیث کے متون یا جملوں کو ملا کر ایک نئی حدیث بنالی جاتی ہے۔ اس میں دونوں جملے یا متن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو سکتے ہیں، مگر ان کے پیوند سے جو نئی بات بنتی ہے، وہ ہرگز ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہوتی۔ پہلے ہم ایک سادہ جملے سے اس بات کو سمجھتے ہیں، پھر احادیث کی مثالوں سے سمجھیں گے۔

ایک محقق کسی موقع پر کہے:

(بات نمبر ۱): ''اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ خداے حقیقی کے سوا میں کسی خدا کو نہیں مانتا۔ یہ خداؤں کو ماننے والے سب جھوٹے ہیں۔''

یہی محقق کسی دوسرے موقع پر کہے:

(بات نمبر ۲): ''ملحدین کی اتنی بات درست ہے کہ خداؤں کا وہ تصور جو انسانوں نے اپنے اپنے تہذیبی شعور کے ساتھ تخلیق کیا ہے، وہ کسی طرح قابل قبول نہیں ہے۔''

کوئی اخباری رپورٹر اس محقق کی دونوں باتوں میں سے ٹکڑے لے کر پیوند لگا کر ایک اور بات بنائے، اور کہے:

(بات نمبر ۳ جو دونوں کا مجموعہ ہے) ''ملحدین کی اتنی بات درست ہے کہ خداؤں کا وہ تصور جو انسانوں نے اپنے اپنے

تہذیبی شعور کے ساتھ تخلیق کیا ہے، وہ کسی طرح قابلِ قبول نہیں ہے۔ (میں کسی خدا کو نہیں مانتا، یہ خداؤں کو ماننے والے سب جھوٹے ہیں)۔''

بلاشبہ، پہلی دونوں باتیں اسی آدمی کی تھیں، لیکن اب یہ تیسری پیوند شدہ عبارت اس آدمی کی ہرگز نہیں ہے، اگرچہ اجزا اسی کے کلام سے لیے گئے ہیں۔ اس انضمامِ عبارت کے پیوند کو ہم نے بریکٹوں میں (...) کے نشان سے نمایاں کر دیا ہے۔ آپ اس پیوند کا نتیجہ دیکھ سکتے ہیں کہ کتنا سنگین ہو سکتا ہے۔ اوپر کی مثال میں واضح ہے کہ ایک موحد اور مومن آدمی ملحد بن گیا ہے۔ ذیل میں ایسی ہی مثالیں احادیث سے پیش کی جاتی ہیں۔ جن میں خود دوسری حدیثوں میں حلال اور جائز رکھا گیا معاملہ ان حدیثوں میں حرام ہو گیا ہے۔

پہلی مثال

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی یہ روایت دیکھیے:

...عبد الله بن عمر فقال: أَتى رسول الله صلى الله عليه وسلم ضيف، فقال لبلال: "ائتنا بطعام"، فذهب بلال فأَبدل صاعين من تمرٍ بصاع من تمر جيّد، و كان تمرهم دُوناً، فَأَعجبَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم التمرُ، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "من أين هذا التمر؟"، فأخبره أنه أبدل صاعاً بصاعين، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "رُدَّ علينا تمرنا".

(مسند احمد، رقم ۴۷۲۸)

''عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی اکرم کے پاس ایک مہمان آیا، تو آپ نے حضرت بلال سے فرمایا: کھانے کو کچھ لاؤ، تو حضرت بلال گئے اور انھوں نے دو صاع کھجور کو ایک صاع کھجور سے تبادلہ میں لیا، یوں کہ ان کی کھجور گھٹیا تھی۔ (اچھی قسم کی کھجور دیکھ کر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہوئے، تو آپ نے حضرت بلال سے دریافت فرمایا: یہ (عمدہ) کھجور کہاں سے آئی ہے؟ تو انھوں نے آپ کو بتایا کہ (اپنی ردی کھجور دے کر) یہ ایک صاع دو صاع کے بدلے خریدی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اپنی کھجور واپس لے کر آؤ۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

یہ ایک سادہ واقعہ ہے، جس میں آپ نے حضرت بلال کے سودے کو پسند نہیں فرمایا، اور کہا کہ جاؤ اپنی کھجوریں واپس لے آؤ۔ لیکن فقہاے محدثین نے ایک دوسری روایت سے ایک ٹکڑا کاٹ کر اس میں درج کر دیا۔ یہ اضافہ سہواً معلوم نہیں ہوتا، جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا، ایک فقہی الجھن کو دور کرنے کے لیے یہ اضافہ کیا گیا۔ پیوند شدہ

روایت یوں ہے:

أن أَبَا سَعِيدٍ، يَقُولُ: جَاءَ بِلَالٌ بِتَمرٍ بَرْنِيٍّ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مِنْ أَيْنَ هٰذَا"؟ فَقَالَ بِلَالٌ: تَمرٌ كَانَ عِندَنَا رَدِيءٌ، فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِمَطْعَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عِندَ ذٰلِكَ: "أَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ، وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ التَّمرَ فَبِعْهُ بِبَيْعٍ آخَرَ، ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ".

(مسلم، رقم ۱۵۹۴۔ بخاری، رقم ۱۰۸۰)

''ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت بلال برنی[1] کھجوریں لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہاں سے آئی ہیں؟ حضرت بلال نے عرض کی: ہمارے پاس جو گھٹیا کھجوریں تھیں، وہ میں نے دو صاع دے کر ایک صاع یہ برنی کھجور خرید لی ہے، کہ نبی پاک کھائیں گے آپ نے فرمایا: اوہو یہی تو سود ہے آیندہ ایسا مت کرنا، البتہ جب بھی ایسا کرنا ہو، تو کھجور کو کسی اور چیز کے عوض بیچو، پھر اس چیز سے دوسری قسم کی کھجور خریدا کرو۔''

اس روایت میں خط کشیدہ حصہ پیوند شدہ ہے۔ دونوں متون کے موازنے سے آپ یہ سمجھ سکیں گے کہ انضمام کہاں اور کیا ہوا ہے:

غیر پیوند شدہ متن	پیوند شدہ متن
...عبد اللّٰه بن عمر فقال: أتى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ضيف، فقال لبلال: "ائتنا بطعام"، فذهب بلال فأبدل صاعين من تمرٍ بصاعٍ من تمر جيّد، وكان تمرهم دُوناً، فأَعجبَ النبيَّ صلى اللّٰه عليه وسلم التمرُ، فقال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: "من أين هذا التمر؟"، فأخبره أنه أبدل صاعاً بصاعين، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "رُدَّ علينا تمرنا". (مسند احمد، رقم ۴۷۲۸)	أن أَبَا سَعِيدٍ، يَقُولُ: جَاءَ بِلَالٌ بِتَمرٍ بَرْنِيٍّ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مِنْ أَيْنَ هٰذَا؟" فَقَالَ بِلَالٌ: تَمرٌ كَانَ عِندَنَا رَدِيءٌ، فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِمَطْعَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عِندَ ذٰلِكَ: "أَوَّهْ (عَيْنُ الرِّبَا) (لَا تَفْعَلْ، وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ التَّمرَ فَبِعْهُ بِبَيْعٍ آخَرَ، ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ)". (مسلم، رقم ۱۵۹۴۔ بخاری، رقم ۱۰۸۰)

اگرچہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس متن میں پہلے متن کے مقابلے میں بہت کچھ مختلف ہے، لیکن ہمارا موضوع اس

1۔ ایک عمدہ قسم کی کھجور جو جسامت میں ذرا گولائی والی اور زردی مائل رنگ کی ہوتی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

وقت متون کا ضم ہے، اس لیے اسی پر محدود رہیں گے۔ اس متن میں دو جملے دوسری دو روایتوں سے لائے گئے ہیں۔ جن احادیث سے یہ ٹکڑے کاٹے گئے ہیں، وہ ذیل میں ہیں:

يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَأَبَا سَعِيدٍ، حَدَّثَاهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ، فَاسْتَعْمَلَهُ عَلٰى خَيْبَرَ، فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟“ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”لَا تَفْعَلُوا، وَلٰكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ، أَوْ بِيعُوا هٰذَا وَاشْتَرُوا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا، وَكَذٰلِكَ الْمِيزَانُ“.

”ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے بنو عدی انصاری کے ایک آدمی کو خیبر کا والی مقرر کیا، تو وہ جنیب[2] قسم کی کھجور لے کر آیا، تو آپ نے اس سے پوچھا کہ آیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ اس نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ، ہم ملی جلی کھجور دے کر دو صاع کے بدلے ایک صاع جنیب خرید لیتے ہیں، آپ نے فرمایا: یوں نہ کیا کرو، جب اس ملی جلی کھجور کا سودا کرو، تو اسے پہلے بیچو، اور پھر اس کی قیمت سے اچھی کھجور خریدو، ایسے ہی صحیح سودا ہوگا۔“

(مسلم، رقم ۱۳۹۵)

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

اس روایت کا خط کشیدہ جملہ سامنے رکھیے۔ لیکن سیدنا بلال والی مذکورہ حدیث میں یہ جملہ ملانے سے بھی بات واضح نہیں ہوئی تو اس میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ملتے جلتے فتوے سے ایک اور جملہ مستعار لیا گیا۔ وہ فتویٰ کچھ یوں ہے:

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ حَرْبٍ النَّدَبِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الصَّرْفِ الدِّرْهَمِ بِالدِّرْهَمَيْنِ فَقَالَ: عَيْنُ الرِّبَا، عَيْنُ الرِّبَا، فَلَا تَقْرَبُهُ، هَلْ سَمِعْتَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

”بشر بن حرب ندبی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر سے ایک درہم کے بدلے دو درہم کی صرف[3] کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ یہ تو عین سود ہے، عین سود ہے، اس کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔ تم نے سنا ہے

---

[2] بڑی اور گاڑھے (thick) گودے والی کھجور، دوسری رائے کے مطابق وہ کھجور جو ایک ہی قسم یا ایک ہی کوالٹی کی چن چن کر الگ کر لی گئی ہو۔ یہی دوسری رائے ہی صحیح لگتی ہے، اس لیے کہ عرب کھجوروں کے نام ان کے ساتھ معاملے کے لحاظ سے بھی رکھ لیتے ہیں جیسے تمرٌ جَنِيٌّ، یعنی وہ کھجور جسے درخت سے چنا گیا ہو، خواہ اس پر چڑھ کر یا اسے ہلا کر۔

[3] ایسی خرید و فروخت جس میں ایک ہی چیز کی بڑھیا قسم دے کر گھٹیا قسم خریدی جائے یا بالعکس۔

وَسَلَّمَ: ”خُذُوا الْمِثْلَ بِالْمِثْلِ“.
(مسند ابی داؤد الطیالسی، رقم ۲۱۹۷۔ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم ۱۴۰۶۸)

نا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ سونا مثل بمثل ہو تو تب ٹھیک ہے۔“

اس روایت کے خط کشیدہ الفاظ کو بھی سامنے رکھیں اور حضرت بلال کی وہی روایت دوبارہ دیکھیں۔ میں نے انضمام شدہ الفاظ کو نمایاں کر دیا ہے اور جہاں جہاں پیوند لگائے گئے ہیں، وہاں دونوں جانب (...) کا نشان بھی لگا دیا ہے، سہولت کے پیش نظر نیچے دوبارہ لکھتا ہوں:

أن أَبَا سَعِيدٍ، يَقُولُ: جَاءَ بِلَالٌ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”مِنْ أَيْنَ هٰذَا؟“ فَقَالَ بِلَالٌ: تَمْرٌ كَانَ عِنْدَنَا رَدِيءٌ، فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِمَطْعَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ: ”أَوَّهْ (عَيْنُ الرِّبَا) (لَا تَفْعَلْ، وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ التَّمْرَ فَبِعْهُ بِبَيْعٍ آخَرَ، ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ)“.
(مسلم، رقم ۱۵۹۴۔ بخاری، رقم ۱۰۸۰)

”ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت بلال برنی[۴] کھجوریں لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہاں سے آئی ہیں؟ حضرت بلال نے عرض کی: ہمارے پاس جو گھٹیا کھجوریں تھیں، وہ میں نے دو صاع دے کر ایک صاع یہ برنی کھجور خرید لی ہے، کہ نبی پاک کھائیں گے، آپ نے فرمایا: اوہو (یہی تو سود ہے) آیندہ (ایسا مت کرنا، البتہ جب بھی ایسا کرنا ہو، تو کھجور کو کسی اور چیز کے عوض بیچو، پھر اس چیز سے دوسری قسم کی کھجور خریدا کرو)۔“

اس روایت کو پڑھنے والا ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ کس طرح ایک فقہی عمل سے یہ حدیث وجود میں آئی ہے۔ عمدہ کھجور گھٹیا کھجور کے بدلے خریدی گئی، یہ سودا اپنی ذات میں کوئی شرعی خرابی نہیں رکھتا تھا۔ سوائے اس کے کہ سیدنا بلال نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بغیر یہ خرید و فروخت کی تھی۔ آپ نے اس سودے کو کسی وجہ سے منسوخ کرنے کو کہا، مگر محدثین نے اپنے فہم سے تین روایتوں میں پیوند کاری کی اور ایک نیا متن وجود پذیر کر دیا۔ رہا یہ سوال کہ آپ نے یہ سودا منسوخ کیوں کیا، تو اس کی بے شمار وجہیں ہو سکتی ہیں، مگر چونکہ بیان نہیں ہوئیں، اس لیے ہم صرف بات کو سمجھنے کی غرض سے ایک عام سی وجہ بیان کرتے ہیں۔ آپ کے ایک غلام نے خرید و فروخت کا سودا کیا، آقا نے اس سودے کو پسند نہیں کیا۔ لہٰذا اسے لوٹانے کا کہہ دیا، اس لیے کہ حضرت بلال نے پوچھے بغیر سودا کیا تھا۔ یہ وجہ بھی کافی تھی، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مثلاً آپ کا خیال رہا ہو کہ دو صاع کھجور سے دو وقت کا کھانا بن جائے گا یا مہمان

---

[۴] ایک عمدہ قسم کی کھجور جو جسامت میں ذرا گولائی والی ہوتی ہے، اور زردی مائل رنگ کی ہوتی ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کچھ زیادہ متوقع تھے جس سے ایک صاع کھجور سے مہمان نوازی ممکن نہیں تھی وغیرہ۔حضرت بلال نے اس طرح کی کسی وجہ کو سامنے رکھے بغیر سودا کیا ہوگا، آپ نے اسے منسوخ کرنے کا کہہ دیا ہوگا۔اس حدیث پر اس روشنی میں دوبارہ نظر ڈال لیجیے، اور دیکھیں کہ اس منسوخیِ بیع میں حرمت کی کوئی وجہ نظر آتی ہے؟ چونکہ مسند احمد فقہ کی کتاب نہیں ہے، انھوں نے یہ روایت جیسے ان تک پہنچی درج کتاب کر دی ہے:

...عبد الله بن عمر فقال: أتی رسول الله صلی الله علیه وسلم ضیف. فقال لبلال: "ائتنا بطعام"، فذهب بلال فأبدل صاعین من تمرٍ بصاع من تمر جیّد، وكان تمرهم دُوناً، فأَعجبَ النبيَّ صلی الله علیه وسلم التمرُ، فقال النبي صلی الله علیه وسلم: "من أین هذا التمر؟"، فأخبره أنه أبدل صاعاً بصاعین، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "رُدَّ علینا تمرنا".

(مسند احمد، رقم ۴۷۲۸)

''عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی اکرم کے پاس ایک مہمان آیا، تو آپ نے حضرت بلال سے فرمایا: کھانے کو کچھ لاؤ، تو حضرت بلال گئے اور انھوں نے دو صاع کھجور کو ایک صاع کھجور سے تبادلہ میں لیا، یوں کہ ان کی کھجور گھٹیا تھی۔ (بڑھیا کھجور دیکھ کر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیران ہوئے، تو آپ نے حضرت بلال سے دریافت فرمایا: یہ (بڑھیا) کھجور کہاں سے آئی ہے؟ تو انھوں نے آپ کو بتایا کہ (اپنی ردی کھجور دے کر) یہ ایک صاع دو صاع کے بدلے میں خریدی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اپنی کھجوریں واپس لے کر آؤ۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

دیکھ لیجیے سودا محض منسوخ کیا جا رہا ہے، حلت وحرمت کی کوئی بات بیان میں نہیں آئی ہے۔لیکن محدثین سودے کو کسی ایسی وجہ سے منسوخ ہونا ضروری سمجھ رہے تھے کہ جس کا تعلق حلال وحرام سے ہو، جب ایسی علت حضرت بلال کے قصے میں نہیں ملی تو اسے عاملِ خیبر کی روایت سے حاصل کیا گیا۔اس علت کی تخریج بلا وجہ نہیں تھی، بلکہ وہ علی العلم کی گئی تھی۔ یہ علم البتہ اسی طرح کی پیوند شدہ یا نامکمل متون والی دوسری روایتوں کی وجہ سے وجود میں آیا تھا۔ پیوند لگاتے وقت لازم تھا کہ کچھ احتیاط برتی جاتی، کاش کوئی علامات مقرر کر لی جاتیں تا کہ یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ متن پیوند شدہ ہے، اصلی نہیں ہے، کیونکہ جب ہم حدیث کی کتاب میں کوئی روایت پڑھتے ہیں، تو اسے حدیث، یعنی قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں، اس لیے ان کتب میں پیوند شدہ روایات درج نہیں ہونی چاہییں تھیں۔ یہ علت جن روایات کی وجہ سے تخریج ہوئی، وہ ذیل میں پیش خدمت ہیں، یہ روایات پیوند لگانے کی دوسری مثال بھی ہیں، اور حضرت بلال والی روایت میں پیوند لگانے کی فقہی علت بھی فراہم کرتی ہیں۔

پیوند شدہ روایات کے پیش کرنے سے پہلے یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اس روایت میں یہ اضافہ تو اور بھی نا قابل فہم ہو گیا ہے کہ نقد معاملے میں پہلے ایک قسم کی کھجور کسی اور چیز کے بدلے خریدو، اور پھر اس چیز سے دوسری قسم کی کھجور خریدو۔ اس سے نفس حقیقت میں کیا فرق پڑے گا؟ نقد میں سود تو ہوتا نہیں، البتہ غرر اور ضرر ہو سکتا ہے۔ والیِ خیبر کو جو بات آپ نے کہی، وہ تو بہت واضح ہے کہ ایک ہی نسل کی کھجور میں جمع وجنیب کے سودے میں ضرر غرر ہو سکتا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے یہ احتیاط آپ نے سکھا دی۔ لیکن اس کو سود کہنا کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ سیدنا بلال اور والیِ خیبر نے نقد معاملہ کیا ہے۔ اور خود صحیح اور عقل وفطرت کے عین مطابق حدیث میں 'لَا رِباً إِلَّا فِي النَّسِيئَةِ' (بخاری، رقم ۲۱۷۸-۲۱۷۹) یا 'لَا رِباً فِيمَا كَانَ يَداً بِيَدٍ' میں جس حقیقت کو جس حصر کے اسلوب میں بیان کیا گیا ہے، 'عین الربا' کا یہ اضافہ ان اصولی روایات کے متصادم ہے، یعنی سود نقد سودے میں نہیں ہوتا، سود صرف ادھار میں ہوتا ہے۔ حضرت بلال کے قصے میں یہ اضافہ اس شان دار واضح اصولی روایت سے ٹکراتا ہے، اس لیے بھی قابل قبول نہیں ہے۔ اب ان روایتوں کی طرف آتے ہیں جن کی وجہ سے یہ اضافہ کیا گیا، اور وہ خود بھی پیوند شدہ ہیں۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

دوسری مثال

دوسری پیوند شدہ[5] روایت یوں ہے:

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ". (صحیح بخاری، رقم ۲۱۳۴)

اس روایت میں چار چیزوں کو انھی چار چیزوں کے بدلے میں بیع سے منع کیا گیا ہے۔ اگر الف لام کی رعایت کی جائے تو ان جملوں کا اردو میں ایک مفہوم یہ ممکن ہے:

"... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونے کے بدلے میں اتنا ہی اور اسی جیسا سونا خریدا جائے تو یہ رِبا (سود) ہے، سوائے <u>اس کے کہ نقدا نقد معاملہ</u> ہو۔ گندم کے بدلے اسی قسم و معیار اور اسی مقدار کی گندم خرید و فروخت کی جائے تو اس میں ربا ہے، سوائے اس کے کہ نقدا نقد معاملہ ہو۔ کھجور کے بدلے اس قسم و معیار کی اور اتنی مقدار کی کھجور خرید وفروخت کی جائے تو اس میں ربا ہے، سوائے اس کے کہ نقدا نقد معاملہ ہو۔ جو کے بدلے اسی قسم و معیار اور اتنی مقدار کے جو کی خرید وفروخت کی جائے تو اس میں ربا ہے، سوائے اس کے کہ نقدا نقد معاملہ ہو۔"

---

۵ اس پیوند کی نشان دہی استاذ گرامی نے اپنی کتاب ''میزان'' میں کی ہے، دیکھیے ص ۵۰۸۔

اس حدیث کے اس مفہوم میں نقداً نقد والے تمام جملے دو وجوہ سے بے محل ہیں: ایک اس وجہ سے کہ کون ہے جو اِدھر آپ کو وہی چیز دے اور اسی وقت آپ سے ویسی ہی آپ کی چیز لے لے؟ یہ سودا نہیں کھیل ہوا۔ مثلاً کون ہے جو ایک کلوگرام باسمتی چاول دے کر اسی وقت ایک کلوگرام باسمتی چاول لے لے۔ ادھار میں تو ایسا ہو سکتا ہے، نقداً کیسے ہو سکتا ہے؟ اس وضاحت سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں نقداً نقد (إلا هاء و هاء) کا اضافہ بے محل ہے۔ یہ اضافہ سہواً ہوا ہوگا، یہ پیوند دوسری روایتوں کے متن کے باہم متشابہ ہونے کی وجہ سے ہوا، جس طرح ہم قرآن کی متشابہ آیات کو نماز میں گڈمڈ کر دیتے ہیں، اسی طرح حدیث کے متشابہ متون بھی باہم گڈمڈ ہو سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ یہاں پیوند لگا ہے، خواہ سہواً لگا ہو یا عمداً۔

میری بات کو سمجھنے کے لیے باسمتی چاول کی مثال پر دوبارہ غور کریں:

<u>ایک کلو باسمتی چاول ایک کلو باسمتی چاول کے بدلے میں خریدنا سود ہے</u>، لیکن اگر معاملہ نقداً ہو تو درست ہے۔

یعنی نقداً ایک کلو چاول دے کر ایک کلو چاول خرید لو یہ درست ہے، سوال یہ ہے کہ شرعاً تو یہ سودا درست ہے، مگر یہ سودا نقداً ہوتا کہاں پر ہے کہ ایک ہی چیز کا محض تبادلہ کر لیا جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ غور کیجیے کہ پہلا جملہ (خط کشیدہ) اگر ادھار بیع کے لیے ہے تو اس میں ربا (سود) کیسے ہوا؟ کیونکہ ادھار بیع میں سود تو ہوتا ہی تب ہے کہ جب واپسی کے وقت مقدار بڑھا دی جائے یا معیار۔ جب کہ یہ روایت کہہ رہی ہے کہ اتنا ہی اور ویسا ہی سونا ادھار بیچنا سود ہے، یعنی معیار اور مقدار میں کوئی اضافہ ہوا ہی نہیں، تب بھی سود ہے۔ سود تو ہوتا ہی اضافہ ہے۔ اگر یہ جملہ نقد کے لیے ہے تو عادتاً یا طبعاً نقد سودا یوں ہوتا ہی نہیں ہے کہ میں ایک کلو باسمتی چاول آپ کو دوں اور فوراً ویسے ہی ایک کلو باسمتی چاول آپ سے لے لوں۔

چنانچہ اس روایت کے الفاظ کسی رخ پر صحیح نہیں بیٹھتے، اس لیے کہ اس میں سہواً دوسری روایت سے پیوند لگا ہوا ہے۔ محدثین یا راویوں نے اسی طرح کے مضمون کی دوسری روایات سے یہ الفاظ یہاں درج کر دیے ہیں۔ شاید اس لیے کہ حضرتِ بلال والی مذکورہ بالا روایت کی نکالی ہوئی علت درست قرار پا جائے۔ جن احادیث سے یہ الفاظ چنے گئے ہیں، ان کا حوالہ آگے آتا ہے۔ چونکہ ایسی بیع نقداً ہوتی ہی نہیں ہے، اس لیے یہاں نقد کی بات کرنا ہی بے محل ہے۔ اور اگر یہ اضافہ درست مانا جائے تو پہلے جملہ کا مطلب ادھار ہوگا اور ادھار میں ایک جیسی چیز دینے میں سود پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اس طرح کے سودے ادھار میں روزانہ ہو سکتے ہیں۔ آج کوئی اپنی بیٹی کے لیے ۱۲ قیراط کا پانچ تولے سونا چھ ماہ کے لیے ادھار لے اور چھ ماہ بعد ۱۲ قیراط کا پانچ تولے سونا ہی واپس کر دے تو شرعاً، عادتاً اور طبعاً نہایت صحیح

معاملہ ہوگا۔لیکن ادھر آدمی اپنا سونا دے اوراُدھر دوسرے کا اتنا ہی اور ویسا ہی سونا لے تو یہ سودا نا قابل فہم ہے۔

دوسرا مطلب الف لام کی تکرار کا لحاظ کیے بغیر یہ ہوسکتا ہے (کہ یہاں میں صرف سونے والا جملہ لے رہا ہوں تاکہ طوالت سے بچا جاسکے):

اعلیٰ معیار کا سونا گھٹیا سونے کے بدلے خریدا جائے تو یہ سود ہے، سوائے اس کے کہ معاملہ نقدا نقد ہو۔ یا وزن میں زیادہ سونے کو کم سونے کے بدلے خریدنا سود ہے، سوائے اس کے کہ معاملہ نقدا نقد ہو۔

اس صورت میں بھی نقدا نقد والا جملہ بے محل ہوجاتا ہے۔ اس جملہ کی وجہ سے پہلے جملے کا مفہوم یہ ہوگا کہ ان چیزوں کی ادھار بیع منع ہوگی۔ یہ بات درست نہیں ہے، اس لیے کہ ہمیشہ ایسی ادھار بیع ربا کا باعث نہیں ہے۔ مثلاً اگر ایک کلو باسمتی کے معاوضے میں دوکلو موٹے چاول بکتے ہوں، تو خواہ سودا ادھار بھی ہو درست ہے۔ مثلاً، اگر چھ ماہ بعد بھی اس کو دوکلو موٹے چاول ہی دیے جائیں تو اس میں سود نہیں ہوگا۔ لہٰذا یہاں بھی یہ جملہ روایت کو بے معنی بنا رہا ہے۔

دوسرے یہ کہ چونکہ ایسے سودے نقد بھی صحیح ہیں اور ادھار بھی اس لیے اس میں بھی نقدا نقد کا اضافہ بے معنی ہے۔ یعنی میں ۱۲ قیراط کا چھ تولے سونا چھ ماہ کے لیے ادھار لوں اور چھ ماہ بعد ۲۴ قیراط اتنا ہی سونا واپس کروں تو اس صورت میں یقیناً اس میں سود پیدا ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر ۱۲ قیراط کے چھ تولے سونے سے ۲۴ قیراط کا تین تولے سونا بکتا ہو، اور میں چھ ماہ بعد ۲۴ قیراط کا تین تولے سونا واپس کروں تو اس میں نہ سود ہے اور نہ کوئی اور حرمت۔

تیسرے یہ کہ اگر بفرض محال یہ بات مان بھی لی جائے کہ یہ جملہ یوں ہی تھا، تو حضرت بلال والی روایت میں اور اس روایت میں تضاد پیدا ہوجائے گا۔ حضرت بلال والی وہ روایت جسے ہم نے پیوند شدہ قرار دیا ہے، یہ کہتی ہے کہ بڑھیا کھجور کے بدلے گھٹیا کھجور کا نقداً سودا نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ اس میں سود ہے۔ جبکہ یہ روایت دوسرے مفہوم کے اعتبار سے یہ کہہ رہی ہے کہ ایسی بیع ہوسکتی ہے۔ لہٰذا ہر اعتبار سے یہ جملہ حدیث میں راویوں کا لگایا ہوا پیوند ہے۔ اس پیوند نے ہماری شریعت میں ربا الفضل کے تصور کا اضافہ کیا ہے، جو صدیوں سے لاینحل چلا آرہا ہے۔ جس کا ایک حل استاذی الجلیل غامدی صاحب نے پیش کیا ہے۔[6]

اس میں اصل، یعنی بے پیوند متن اتنا ہی ہے جو بخاری میں ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے:

قَالَ أَبُو بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: ”لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَالفِضَّةَ بِالفِضَّةِ

”یہ صحابی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے (ادھار) مت بیچو، سوائے یہ کہ وہ وزن ومعیار میں بالکل ویسا ہی ہو، اور

---

[6] مزید تفصیل کے لیے دیکھیے استاذ گرامی کی کتاب ”میزان“، صفحہ ۵۰۸، باب ”قانونِ معیشت“۔

إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَبِیعُوا الذَّھَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّھَبِ کَیْفَ شِئْتُمْ“.

نہ چاندی کے بدلے چاندی (ادھار) بیچو، الاّ یہ کہ وزن و معیار میں بالکل ایک جیسی ہو، البتہ سونے کے بدلے چاندی اور چاندی کے بدلے سونا جیسے چاہو بیچ سکتے ہو۔“

اس روایت میں بھی آخری جملہ پیوند کا معلوم ہوتا ہے یا پھر یہ نامکمل ہے[۷]۔ بہرحال، روایت کا ابتدائی حصہ درست لگتا ہے۔ البتہ اس میں 'ادھار' کا لفظ محذوف ہے یا موقع محل میں واضح ہونے کی وجہ سے مقدر تھا۔ ترجمہ میں یہ مقدر کھول دیا گیا ہے۔ اس مقدر کو اگر نہ کھولا جائے تو یہ روایت بھی اسی طرح بے معنی حکم پر مبنی ہو جائے گی۔ اس متن کو دیکھ کر واضح ہو جاتا ہے کہ 'إلا سواء بسواء' نے مذکورہ بالا روایات میں 'إلا هاء وهاء' کا روپ دھار لیا ہے۔ ذرا دونوں متون کا قریبی جائزہ لیں تو آپ کو واضح ہو گا کہ کس طرح متشابہ متن اس پیوند کا باعث بنا ہے:

پیوند شدہ متن	پیوند سے محفوظ متن
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”الذَّھَبُ بِالذَّھَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ...“	قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ”لَا تَبِیعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ...“

ایک تیسرا مفہوم بھی ممکن ہے، لیکن اس میں بہت سی باتیں فرض کرنا پڑیں گی:

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ یُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”الذَّھَبُ بِالذَّھَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِیرُ بِالشَّعِیرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ“. (صحیح بخاری، رقم ۲۱۳۴)

”...نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونے کے بدلے میں سونا خریدا جائے تو اس میں سود کا امکان ہے، سوائے اس کے کہ نقدا نقد معاملہ ہو۔ گندم کے بدلے گندم خرید و فروخت کی جائے تو اس میں ربا ہو سکتا ہے، سوائے اس کے کہ نقدا نقد معاملہ ہو۔ کھجور کے بدلے کھجور خرید و فروخت کی جائے تو اس میں ربا کا امکان ہے، سوائے اس کے کہ نقدا نقد معاملہ ہو۔ جو کے بدلے جو کی خرید و فروخت کی جائے تو اس میں

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

---

[۷] دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں 'یداً بید' کے الفاظ تھے، جو رہ گئے ہیں:

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم: ”الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء یداً بید فإذا اختلفت هذه الأصناف فبیعوا کیف شئتم إذا کان یداً بید“. (صحیح مسلم، رقم ۱۵۸۷)

سود ہو سکتا ہے، سوائے اس کے کہ نقدا نقد معاملہ ہو۔''

اس میں جو چیزیں فرض کرنا ہوں گی، اس میں ایک تو لسانی اصول ہے کہ اسمیہ جملہ کو خبر کے بجاے امکان خبر پر محمول کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ ان چاروں چیزوں کو باقی تمام اجناس سے ممتاز مانا جائے۔ ممتاز ماننے کا ایک پہلو یہ کہ تبادلے کی بیع (barter system) کے زمانے میں ان کو نقدی (currency) کی حیثیت حاصل ہو، سونے کے ساتھ ان کا جمع کرنا اس کا قرینہ ہے۔ یعنی وہ چیزیں جن کو تبادلہ میں معیار کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ نقدی کی حیثیت پانے والی اشیا کی قیمت میں افراط وتفریط غیر فطری عوامل سے ہو سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ مارکیٹ کے عام بہاؤ سے افراط وتفریط سے گزریں۔ یعنی انھیں مصنوعی طریقے سے بھی اس اتار چڑھاؤ میں رکھا جا سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان میں تین چیزوں کا تعلق خوراک سے بھی ہے۔ یہ بنیادی ضرورت کی چیز ہے۔ ذخیرہ اندوزی سے ان چیزوں کی مصنوعی کمی پیدا کی جاتی ہے تاکہ ان کی قیمت بڑھ جائے اور منافع کمایا جائے یا دوسری چیزوں کی قیمت بڑھانے کے لیے ان کی فروانی کر دی جاتی ہے وغیرہ۔ مثلاً آج جو کی بوری ایک درہم میں آتی ہے۔ بیوپاری باہمی ساز باز سے جو کی مارکیٹ میں کمی پیدا کر دیں، جس سے جو کی قیمت بڑھ جائے۔ چنانچہ قرض دار جب جو واپس کرنے آئیں گے تو وہ مہنگے جو واپس کریں گے، جن کی تازہ قیمت دو درہم فی بوری ہو چکی ہے۔ اس مہنگے جو سے مہاجن دوسری چیزوں کی زیادہ مقدار خرید سکیں گے۔ مثلاً چند ماہ پہلے وہ ایک بوری دے کر ایک درہم سونا خرید سکتے تھے، اب وہ دو درہم خرید سکتے ہیں۔ یوں مصنوعی طریقے سے پوری مارکیٹ میں ایک سودی عمل وجود پذیر کیا جا سکتا ہے کہ کل کے سستے جو کے مقابلے میں آج کے مہنگے جو واپس لیے گئے، حالاں کہ مقدار بھی وہی تھی، اور معیار بھی وہی۔ یوں مہاجن چکر دے کر سود کمانے لگ گیا ہوگا۔

ہمارے ملک میں کارفرما عناصر پچھلی چند دہائیوں سے زمین اور روپے کے ساتھ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ آپ نے اپنے دور میں اس طرح کی سرگرمیوں کے سد باب کے لیے یہ حکم دیا ہو، کہ ان چار چیزوں کی ادھار بیع نہیں ہوگی تاکہ مہاجن قسم کے لوگ سود کی حرمت کے بعد اس طرح جعل سازی سے سود نہ کمانے لگ جائیں۔ اس صورت میں یہ شرعی حکم کے بجاے محض ایک وقتی حل ہوگا، جیسے کوئی آرڈیننس ہو، کہ آج سے ان چار چیزوں کا انھی چار چیزوں کے بدلے ادھار سودا نہیں ہوگا۔ اگر ہوگا تو نقداً ہی ہوگا۔ اس صورت میں ان سب چیزوں کا الف لام جنس کا ماننا ہوگا۔ یعنی سونے کے بدلے سونا نہیں بیچا جائے گا، جو کے بدلے جو، گندم کے بدلے گندم سب کے ادھار بیچنے پر پابندی ہوگی، خواہ یہ چیزیں ایک ہی قسم کی ہوں یا مختلف۔ یہ ساری بات بھی فرض کرنا پڑے گی کہ مدینۃ النبی

میں ایسا ہو رہا تھا۔ جب کہ ہمیں اس چال بازی سے سود بنانے کے کوئی شواہد نہیں ملتے۔ صرف ذخیرہ اندوزی کے شواہد ملتے ہیں۔

بہر حال اگر متن کو پیوند شدہ نہ مانا جائے تو مذکورہ بالا قسم کی دُور کی بے شمار کوڑیاں لانی پڑیں گی۔ مزید یہ کہ یہ بات بعید از قیاس ہے کہ بنیادی چیزوں کی ادھار خرید وفروخت پر پابندی لگا دی جائے۔ یہ تو لوگوں کو نہایت سخت آزمایش میں ڈالنے والی بات ہے۔

اس دراز نفسی سے صرف یہ کہنا مقصود ہے کہ اس روایت کے متن میں راویوں نے یا محدثین نے کوئی ایسی تبدیلی کر دی ہے کہ ایک حقیقت سے اس کا ٹکراؤ پیدا ہو رہا ہے۔ اب صرف ایک ہی حل رہ جاتا ہے کہ اس کو وحی قطعی مان کر سمجھ آئے نہ آئے تعبداً مان لیا جائے۔ ہمارے اہل ظاہر نے ایسا ہی کیا، پھر تمام فقہا نے بھی ماننا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ اسے ربا الفضل کا نام دے دیا گیا کہ یہ عام مانے ہوئے ربا سے مختلف ایک ربا ہے۔ یہ شریعت کا حقیقی ربا پر ایک اضافہ ہے، یعنی یہ عام ربا کے تحت سمجھ میں نہیں آ سکتا، لہٰذا سر فلندگی میں مان لو۔ ہماری راے میں یہ محدثین و رواۃ کے دو متون کے باہم پیوند سے ایک ناقابل فہم متن تشکیل ہو گیا ہے، اگر ہم صحیح متون تک پہنچ جائیں تو ربا الفضل کا قضیہ ہی مٹ جاتا ہے، مزید تحقیق کے لیے استاذ گرامی کی محولہ بالا کتاب: ''میزان'' کو دیکھا جا سکتا ہے۔ استاذ گرامی نے درج ذیل متن کو صحیح قرار دیا ہے۔ مگر جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا اس میں ادھار کو مقدر مانا ہے[8]:

اَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَھُوَ رِبًا. (مسلم، رقم ۴۱۵۲)

''سونے کے بدلے سونا، اسی وزن اور اسی مثل کا خریدو، اور چاندی کے بدلے چاندی اسی وزن اور اسی مثل کی خریدو، جس نے اضافہ کیا یا کرایا تو یہ اضافہ سود ہوگا۔''

ایک چوتھی صورت بھی ممکن ہے۔ لیکن اس میں اس موضوع کی تمام روایات پر مجموعی انحصار کرنا ہوگا۔ صرف ایک متن سے کام نہیں چلے گا، کیونکہ لگتا ہے کہ کسی متن میں کوئی بات مقدر تھی، وہ بیان نہیں ہوئی، کسی روایت میں انضمام المتن ہو گیا ہے، کسی میں جملوں کی ترتیب بدل گئی ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس بات تک پہنچا جائے کہ جو ان تمام روایات کو ایک جامع بات میں پرو دے اور غیر سودی بیع میں سود کا جو مسئلہ پیدا ہو چکا ہے، وہ حل ہو جائے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ ردی بات کی نسبت بھی رسول کی طرف کرنا درست نہیں ہے۔ تمام متون کو ایک مرتبہ ناقص اور تمام

۸۔ میزان، جاوید احمد صاحب غامدی ۵۰۸۔

کو ایک دوسرے کی تکمیل کرنے والا قرار دے کر پھر سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اگر ہم ہر ایک متن کو مکمل قرار دے دیں تو اوپر جو میں نے تفصیل کی ہے، اس سے واضح ہے کہ کس قدر سنجیدہ سوالات پیدا ہو جاتے ہیں۔

غور یہ کرنا چاہیے کہ ادھار یا نقد کس صورت میں ایک ہی چیز کے خرید و فروخت سے سود پیدا ہوتا ہے۔ خود صحیح احادیث سے بالحصر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سود صرف نسیئہ، یعنی ادھار میں ہوتا ہے۔ لہٰذا ان تمام روایتوں میں اس اصولی روایت کی روشنی میں ہم آپ سے آپ یہ مان لیتے ہیں کہ سود والی تمام روایات نسیئہ ہی سے متعلق ہیں، خواہ ان میں 'ادھار' کا لفظ آیا ہو یا نہ آیا ہو۔

اب اگلی غور کرنے کی بات یہ ہے کہ کس صورت میں کھجور کو کھجور کے بدلے بیچنے سے سود پیدا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے اگر 'وزناً بوزن' اور 'مثلاً بمثلٍ' ہو تو سود نہیں ہوتا۔ یعنی میں نے ایک کلو کھجور آج لی، اور ایک ہفتے بعد وزن اور مثل میں یکساں کھجور واپس کر دی تو سود نہیں ہوگا۔ لیکن اگر وزن میں یا معیار میں اسے بڑھا دیا جائے تو سود ہو جائے گا۔ ایک تیسری چیز، جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے، قیمت ہے، جو تقریباً سب شارحین کے ہاں فراموش رہی ہے۔ تو مثال کے طور پر اگر وزن بھی وہی ہو، معیار بھی وہی ہو، مگر قیمت بدل جائے تو کیا سود نہیں ہوگا؟ تو اب 'مثلاً بمثلٍ' کے معنی میں قیمت کا مفہوم بھی ڈالنا ہوگا۔ چنانچہ اب یہ کل تین چیزیں ہو جائیں گی: وزن، معیار اور قیمت۔ ان تینوں میں سے کسی ایک میں فرق آ گیا تو سود ہو جائے گا۔

اس کو ایک مثال سے سمجھتے ہیں۔ میں نے آپ سے اکتوبر میں ایک بوری کھجور ادھار لی، اس ماہ اس کی قیمت مثلاً پانچ ہزار روپے بوری تھی۔ جون میں، میں نے یہ کھجور واپس کرنی ہے، جون تک آتے آتے، یہی کھجور مہنگی ہو جائے گی، تب بوری کی قیمت مثلاً چھ ہزار روپے ہو جائے گی۔ اب اس بیع میں سود پیدا ہو گیا ہے، یعنی پانچ ہزار روپے پر چھ ہزار روپے وصول کیے گئے۔ تقریباً تمام اجناس میں ایسا ہی ہوتا ہے، فصل آنے کے موسم میں قیمتیں کم ہو جاتی ہیں، مگر جیسے جیسے وقت گزرتا ہے، اجناس کی مقدار میں کمی آتی ہے اور قیمتیں بڑھنے لگتی ہیں۔ اس قسم کی بیوع میں سود سے بچنے کا کیا حل ہے؟ وہی کہ ان اجناس کو انھی کے بدلے ادھار نہ خریدا جائے، بلکہ جب بھی خریدا جائے قیمتاً خریدا جائے۔ مثلاً میں نے پانچ ہزار کی بوری لی اور جولائی میں پانچ ہزار روپے ہی واپس کر دیے۔ اگر حدیث سنداً اور معناً صحیح ہے تو یہی وہ بات ہے جو آپ نے والیِ خیبر سے فرمائی تھی، یعنی جب ایک ہی جنس اسی وزن اور اسی قسم میں بھی لوٹاؤ گے تو قیمت میں تبدیلی کی وجہ سے سود پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لیے پہلے اسے دوسری چیز کے عوض بیچو، اور جب واپس لینی ہو، تو اسی قیمت سے واپس لو۔ یعنی پانچ ہزار کی کھجور ادھار دی تھی، اب پانچ ہزار ہی کی خرید کر واپس لو۔

اس میں جیسے سود کا امکان ہے، ویسے ہی ضرر کا بھی امکان ہے۔ مثلاً اگر جون میں، جب کھجور مہنگی ہو، ادھار پر دی گئی، اور اس وقت لوٹائی گئی، جب نئی فصل کے آنے پر قیمتیں گر جاتی ہیں تو ادھار دینے والے کو نقصان، یعنی ضرر ہو گا۔ اس سے بچنے کا بھی وہی طریقہ ہے، جو آپ نے والی خیبر کو حکم فرمایا۔ آپ کے تجویز کردہ اس طریقے سے قرض دار اور قرض خواہ، دونوں سود یا ضرر سے بچ جاتے ہیں۔ اس تاویل سے ترددات تو سارے دور ہو جاتے ہیں، مگر ان میں درج ذیل باتیں خود سے فرض کرنا پڑیں گی:

ا۔ راویوں نے موقع محل کو بیان نہیں کیا، یا راویوں نے تو بیان کیا، مگر مصنفین نے طوالت سے بچنے کے لیے موقع محل کو ترک کر کے محض قول رسول کو بیان کر دیا، جس سے بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ بات کیا ہو رہی تھی۔ موقع محل سے ہماری مراد یہ ہے کہ مثلاً ان روایتوں میں بات ادھار کی چل رہی تھی یا نقد بیع کی۔ یہ اس مضمون کی اکثر روایتوں سے واضح نہیں ہوتا۔ مثلاً:

قَالَ أَبُو بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ“. (بخاری، رقم ۲۱۷۵)

”یہ صحابی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے مت بیچو، سوائے یہ کہ وہ وزن و معیار میں بالکل ویسا ہی ہو، اور نہ چاندی کے بدلے چاندی بیچو، الاّ یہ کہ وزن و معیار میں بالکل ایک جیسی ہو، البتہ سونے کے بدلے چاندی اور چاندی کے بدلے سونا جیسے چاہو بیچ سکتے ہو۔“

اسی طرح یہ روایت دیکھیے:

الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ اسْتَزَادَ فَهُوَ رِبًا. (مسلم، رقم ۴۱۵۲)

”سونے کے بدلے سونا، اسی وزن اور اسی مثل کا خریدو، اور چاندی کے بدلے چاندی اسی وزن اور اسی مثل کی خریدو، جس نے اضافہ کیا یا کرایا تو یہ اضافہ سود ہو گا۔“

درج ذیل روایت بھی موقع محل سے مجرد ہو کر آئی ہے:

يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَأَبَا سَعِيدٍ، حَدَّثَاهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيَّ، فَاسْتَعْمَلَهُ عَلَى

”ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ آپ نے بنو عدی انصاری کے ایک آدمی کو خیبر کا والی مقرر کیا، تو وہ جنیب قسم کی کھجور لے کر آیا، تو

خَیْبَرَ، فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِیْبٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ”أَكُلُّ تَمْرِ خَیْبَرَ هٰكَذَا؟“ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَیْنِ مِنَ الْجَمْعِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ”لَا تَفْعَلُوْا، وَلٰكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ، أَوْ بِیْعُوْا هٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا، وَكَذٰلِكَ الْمِیْزَانُ“. (مسلم، رقم ۱۵۹۳)

آپ نے اس سے پوچھا کہ آیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ اس نے عرض کی: نہیں یارسول اللہ، ہم ملی جلی کھجوردے کر دو صاع کے بدلے ایک صاع جنیب خرید لیتے ہیں، آپ نے فرمایا: یوں نہ کیا کرو، جب اس ملی جلی کھجور کا سودا کرو، تو اسے پہلے بیچو، اور پھر اس کی قیمت سے اچھی کھجور خریدو، ایسے ہی صحیح سودا ہوگا۔“

کلام کا ظاہران تینوں روایتوں میں نقد بیع پر دلالت کر رہا ہے۔ لیکن اس طرح کی نقد بیع میں سود پیدا ہی نہیں ہوتا۔ جس پر اوپر کی ساری تفصیل گواہ ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۲۔ یہ فرض کرنا پڑے گا کہ ان اجناس میں قدیم عرب میں بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قیمت میں اتار چڑھاو ہوتا تھا۔

۳۔ یہ ماننا پڑے گا کہ ان اجناس کی قیمت بڑھنے سے سود کا عنصر بیع میں آجاتا ہے، اس کے باوجود کہ قسم بھی وہی اور وزن بھی اتنا ہی لوٹایا گیا ہو۔

۴۔ یہ فرض کرنا پڑے گا کہ یہ تمام روایات قرض یا ادھار کی بیع سے متعلق ہیں، حالاں کہ ان کا مضمون نقد بیع پر دلالت کر رہا ہے۔

۵۔ یہ ماننا پڑے گا کہ سیدنا بلال والی روایت میں تصرف کر کے ایک جملہ یا دو جملے دوسری روایات سے پیوند کیے گئے ہیں۔

أن أَبَا سَعِیْدٍ، یَقُوْلُ: جَاءَ بِلَالٌ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ”مِنْ أَیْنَ هٰذَا؟“ فَقَالَ بِلَالٌ: تَمْرٌ كَانَ عِنْدَنَا رَدِيْءٌ، فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَیْنِ بِصَاعٍ لِمَطْعَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عِنْدَ ذٰلِكَ: ”أَوَّهْ عَیْنُ الرِّبَا لَا تَفْعَلْ، وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ التَّمْرَ فَبِعْهُ بِبَیْعٍ آخَرَ، ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ“. (مسلم، رقم ۱۵۹۴۔ بخاری، رقم ۱۰۸۰)

۶۔ یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت میں ’إلا هاء وهاء‘ بھی پیوند ہے، کیونکہ اس طرح نقد بیع ہوتی ہی نہیں ہے۔

عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ''. (صحیح بخاری، رقم ۲۱۳۴)

۷۔ یہ ماننا پڑے گا کہ مثل سے مراد قسم، یعنی معیار اور قیمت، دونوں ہیں۔

میرے خیال میں حل دو ہی ہیں: ایک وہ جو استاذ گرامی نے اپنی کتاب ''میزان'' میں پیش فرمایا ہے کہ ادھار کو بعض طرق میں مقدر مانا جائے اور 'إلا هاء وهاء' والی روایت میں پیوند کو حذف کر کے سمجھا جائے۔ دوسرا حل یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام مفروضات کو مان کر ایک مخفی ربا کے وجود کو تسلیم کیا جائے، جس کی وضاحت میں نے اوپر کی ہے، اور جس کا حل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتایا ہے کہ 'بِيْعُوْا هٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا، وَكَذٰلِكَ الْمِيْزَانُ' (مسلم، رقم ۱۵۹۳)۔ میرے خیال میں یہ جملہ سارے متون کو حل کرنے میں نہایت درجہ اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ کرنسی کے زمانے میں سمجھنا آسان ہے افراط وتفریطِ زر سے سود کیسے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بارٹر سسٹم میں ثمن قرار پانے والی اشیا میں اس کی موجودگی کو پالینا ذرا مشکل ہے۔

۸۔ یہ ماننا پڑے گا کہ صرف سونے یا چاندی ہی کو نقدی کی حیثیت حاصل نہیں ہوتی، بلکہ بارٹر سسٹم میں بعض دوسری چیزوں کو بھی نقدی کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ جو ثمن کا درجہ پا لیتی ہیں۔

اوپر کی بحث سے واضح ہے کہ متون کی صحت پر کس قدر غور وفکر کی ضرورت ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ ہم راویوں اور محدثین کے سہواً اور فقہی تصرفات سے حدیث نبوی پر الزام آنے دیں۔ نہایت دقتِ نظر سے تمام پہلوؤں کو دیکھنا ہوگا۔ ایسے تمام تصرفات کی جانچ کرنی ہوگی اور نہایت ہمدردی سے تمام مواد کو پرکھ کر تاویل کرنا ہوگی۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

ادبیات

خیال و خامہ

جاوید احمد غامدی

○

لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے نذرِ صحرا کر دیا
ایک قطرہ تھا، تری رحمت نے دریا کر دیا

سینۂ آدم میں اک آتش فشاں رکھا گیا
جی میں کیا آئی کہ پھر نقشِ سویدا کر دیا

اور کیا لینا تھا آنکھوں میں بسا لینے کے بعد
وائے ناکامی، زلیخائی نے رسوا کر دیا

مے کدے کا در نہیں کھلتا فقیروں پر تو کیا
موسمِ گل نے ہوائے گل کو صہبا کر دیا

آسماں دیکھے ذرا ابلیس کا اعجاز بھی
جو کبھی زیبا نہ تھا، اُس کو بھی زیبا کر دیا

کیا طبیعت ہے کہ گویا سرخوشی بھی کام تھا
جب ذرا فرصت ملی، غم کا تقاضا کر دیا

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

زندگی جن سے عبارت تھی وہ اندھے ہی رہے
ریت کے ذروں کو لیکن ہم نے بینا کر دیا

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"

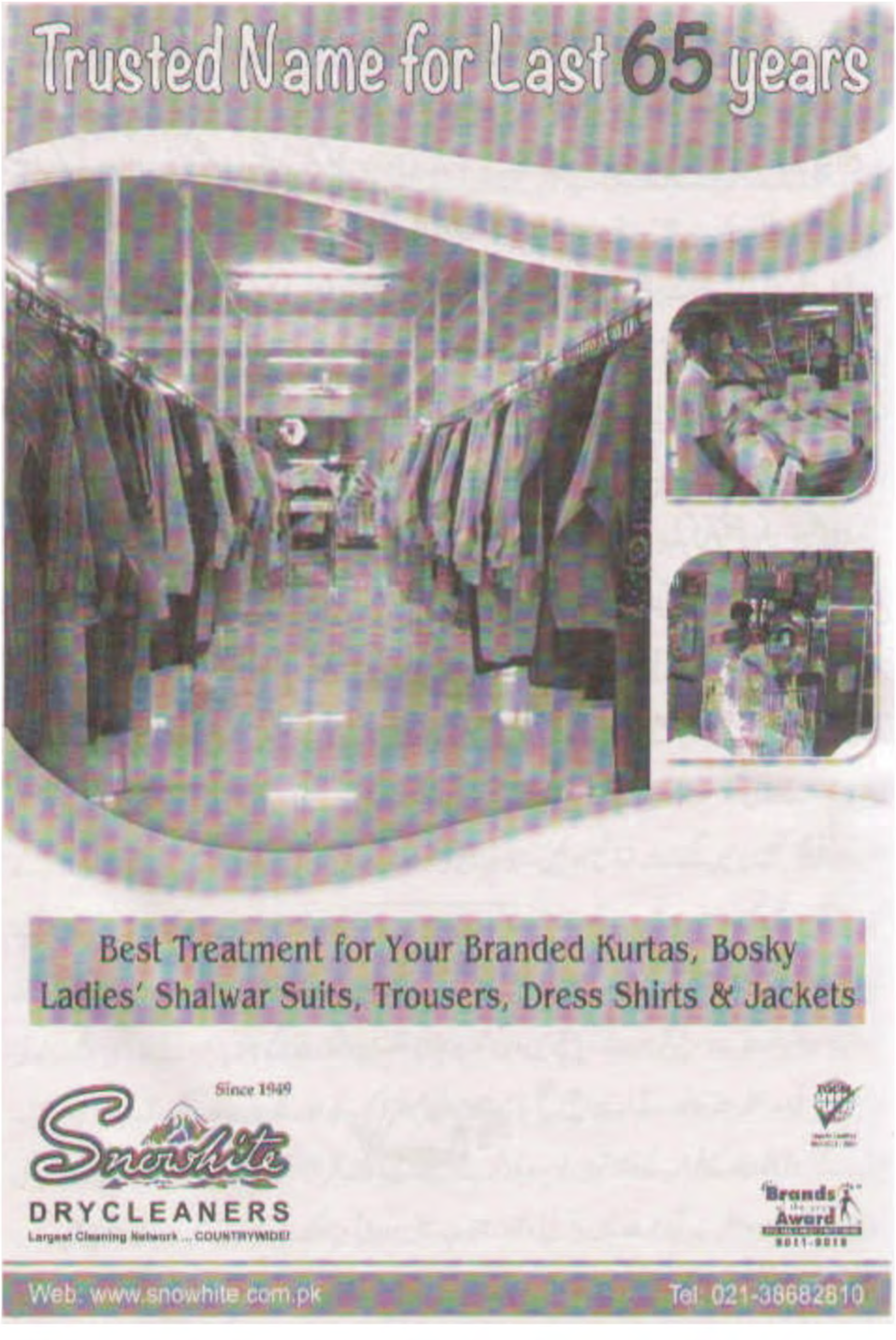
Trusted Name for Last 65 years
Best Treatment for Your Branded Kurtas, Bosky
Ladies' Shalwar Suits, Trousers, Dress Shirts & Jackets
Since 1949
Snowhite
DRYCLEANERS
Largest Cleaning Network ... COUNTRYWIDE!
Brands
Award
Web: www.snowhite.com.pk
Tel: 021-38682810

Monthly
ISHRAQ
Lahore

April 2017
Vol.29 No.4
Regd. No. CPL- 183

Publisher : Javed Ahmad Ghamidi Printers : Qaumi Press, 50 Lower Mall Lahore